

# تقطیع کرمیہ

ایک جائزہ ، ایک گفتگو

ندوة المحدثین کراچی

کراچی







تقلید کیا ہے؟

مناظرہ تحریری

مابین:

حضرت مولانا چرخ الدین صاحب، خطیب جامع مسجد مبارک پٹ  
قلعہ دیدار سنگھ

حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب، مہتمم جامعہ صدیقیہ  
مجاہد پورہ گوجرانوالہ

(عرف آغاز و عرف آخر)

از مولانا بشیر الرحمن صدیقی، جامعہ عثمانیہ ماڈل ٹاؤن  
گوجرانوالہ

شکر۔ ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ



✓  
2025

24205

DATA ENTERED

سلسلہ ندرۃ المحدثین  
نمبر (۳)

طبع اول \_\_\_\_\_ ۱۹۸۲ء

مطبع \_\_\_\_\_  
المطبعة العثمانية  
۳-۲۰۰۰۔ پاکستان۔ اقبال ٹاؤن، حیدرآباد۔ لاہور۔ پاکستان

تعداد \_\_\_\_\_ ایک ہزار

ناشر

ضیاء اللہ کھوکھر ۱۳۔ اسلام آباد گوجرانوالہ

تقریم بلا قیمت \_\_\_\_\_



# فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۴	حرف آغاز (از بشیر الرحمن)	۱
۷	تقلید کیا ہے ؟	۲
۱۰	تقلید کی ابتدا	۳
۱۳	تقلید کے بارہ میں ائمہ کے ارشادات	۴
۱۶	لمحہ فکر یہ	۵
۱۹	سبب مناظرہ	۶
۲۱	مناظرہ کے فکر انگیز پہلو۔	۷
۳۶	رقعہ نمبر ۱۔ از مولانا چراغ الدین صاحب	۸
۳۷	جواب : از مولانا شمس الدین صاحب	۹
۳۸	رقعہ نمبر ۲۔ از مولانا چراغ الدین صاحب	۱۰
۴۱	جواب : از قاضی شمس الدین صاحب۔	۱۱
۴۲	رقعہ نمبر ۳۔ از مولانا چراغ الدین صاحب	۱۲
۴۵	جواب : از قاضی شمس الدین صاحب	۱۳
۴۶	رقعہ نمبر ۴۔ از مولانا چراغ الدین صاحب	۱۴
۵۱	جواب : از قاضی شمس الدین صاحب۔	۱۵
۵۲	رقعہ نمبر ۵۔ از مولانا چراغ الدین صاحب	۱۶
۵۶	جواب : از قاضی شمس الدین صاحب	۱۷
۶۲	رقعہ نمبر ۶۔ از مولانا چراغ الدین صاحب	۱۸
۶۷	جواب : از قاضی شمس الدین صاحب	۱۹
۶۸	رقعہ نمبر ۷۔ از مولانا چراغ الدین صاحب	۲۰
۷۱	رقعہ نمبر ۸۔ از مولانا چراغ الدین صاحب	۲۱
۷۵	حرف آخر از بشیر الرحمن ، الجامعہ عثمانیہ	۲۲

ضالانہ طور پر

۷۵



## حرفِ آغاز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - الحمد لله الذی هدانا لىٰ طریق  
 الحق و دین القویم و ارشدنا لىٰ اتباع کتاب الله و سنته رسوله الذکریم  
 اتباعاً مجرداً عن تقلید الشخص الزعیم و العمیم و صلی الله علی نبیه  
 محمد المبعوث بتام علم الشرعیة الغراء الجسیم الذی لیس بعده حاجة  
 لىٰ آراء و اقیسة رجال الدین و الله الاشراف الا مجاد الذین تلقوا علمه و سکوا  
 علی طریقہ البیضاء المتین و اهل الحدیث الذین نسجوا علی منواله فی خدمة علمه  
 الشریف الحصین ————— أما بعد

کلامی مسائل نے جہاں مسلمانوں میں تشتت و افتراق، گروہ بندی اور فرقہ بازی کو جنم دیا  
 اور عقائد میں ٹھہرے بندیاں قائم کر دیں وہاں فردعات و عبادات میں تقلید مذکورہ  
 مذموم کردار۔ اور بدترین نتائج میں یونانی فلسفہ سے متاثر علم کلام سے کسی طرح کم نہیں  
 رہی۔ بلکہ حق یہ ہے مذاہب کلامیہ نے جمیۃ مسلمہ اور ملت اسلامیہ کو وہ نقصان نہیں  
 پہنچایا جس قدر نقصان تقلید اور تقلید ہی مسائل نے پہنچایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مساکل کلام  
 مدت ہوئی ناپید ہو گئے ہیں۔ اور آج ان کا کوئی نام لیوا بھی باقی نہیں مگر تقلید نے جن  
 مسائل کو جنم دیا اور ان کی پردرکش کی ہے نہ صرف انفرادی نوعیت کے انشاء کا باعث  
 ہے بلکہ ملکی اور قومی سطح پر ہلاکتِ ملت کا سبب بنی اور بن رہی ہے اور دن بدن جاہلین  
 تقلید، اتحادِ ملت کیلئے خطرہ ثابت ہو رہے ہیں۔ اعاذنا اللہ منها

تقلید کیا ہے؟ آسان ترین الفاظ میں اس کی حقیقت کتابی کچھ یوں ہوگی



کہ کسی امتی کو منصب نبوت اور مسند رسالت پر اس طرح بٹھانا کہ وہ اتاکہ الامام  
فخذوہ ومانہاکم عنہ فانہو کہ اس کا فرمان کسی صورت میں رد نہیں کیا جائیگا  
چنانچہ مقدمہ ہدایہ میں مرقوم ہے ۔

فلعنہ ربنا عدد رمل :: علی من رد قول ابی حنیفہ

یعنی اس آدمی پر ریت کے ذرات کی تعداد بھر خدا کی لعنتیں جو امام ابو حنیفہ کی بات  
منہیں مانتا۔ یا بالفاظ دیگر قبول قول الثیر بلا دلیل یعنی کسی امتی کی بات کو بغیر قرآن و حدیث  
کی دلیل کے قبول کر لینا۔ تقلید میں یہ نکتہ بطور خاص ملحوظ رہے کہ قرآن و حدیث  
کی نصوص یعنی عبادۃ - دلالت - اشارۃ اور اقتضائے النص سے قطعاً اس کا تعلق نہیں ہے  
جس مسئلہ میں قرآن و حدیث کی وضاحت موجود ہوگی وہاں تقلید نہیں ہوگی۔ گو یا تقلید اور  
قرآن و حدیث میں کوئی بھی نسبت قائم نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ مقلدین کا تعلق بھی بڑھ  
راست کتاب و سنت سے بہت کم ہے۔

چنانچہ آپ مولانا محمد الحسن صاحب دیوبندی کی کتاب "تقریب ترمذی" صفحہ ۳۹  
ملاحظہ فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ خیار بیع کی اس صورت میں حق اور نصوص امام شافعیؒ  
کے پاس ہیں جبہو علماء بھی یہی فرماتے ہیں۔ اس مسئلہ میں علمائے نہ صرف امام ابو حنیفہؒ کی  
مخالفت کی بلکہ اس کی تردید میں کتابیں بھی لکھی ہیں۔

شاہ ولی اللہؒ بھی فرماتے ہیں کہ صحیح احادیث امام شافعیؒ کی تائید کرتی ہیں جبکہ امام  
ابو حنیفہ کے پاس کوئی بھی حدیث نہیں۔

مولانا محمد الحسنؒ کا فرمان سینے پر ہاتھ رکھ کر پڑھیے لکن نحن مقلدوہ ونبیج  
علینا تقلید اصحابنا ابی حنیفہ۔ یعنی ان احادیث کی موجودگی کے باوجود بھی ہم صرف  
امام ابو حنیفہ کی ہی بات مانیں گے کیونکہ ہم امام صاحب کے مقلد ہیں اور ان کی بات ماننا ہم  
پر واجب ہے۔ اناللہ۔ گویا نبی کی بات ماننا واجب نہیں

حضرت مولانا کبیر چاٹ سے امام ابو حنیفہؒ کے قول کو حدیثی تائید سے محروم تسلیم کرتے ہیں



بھی قبول کر لیتے ہیں اور حدیث مصطفیٰ کا انکار کر دیتے ہیں — بس اسی کو تقلید کہتے ہیں اور یہی اس کے ثمرات ہیں۔

کیا تقلید کی مذکورہ تعریف میں کسی شک کی گنجائش باقی رہ گئی ہے کہ۔

وما آتاکم الامام فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا

امام کا قول مقلدین کے لیے گویا وحی الہی ہے نیز اہل اسلام میں موجودہ فقہی اختلاف کی عمارت قطعاً اس بنیاد پر قائم نہیں ہے کہ ہر اختلافی مسئلہ میں دلائل مختلف ہیں بلکہ بنیادی اعتبار سے اختلاف تقلید کی بنا پر مشروع ہوا مگر بعد میں اس کی تائید کے لیے دلائل کی جستجو ہوئی۔ صرف تلاش دلائل تک بات رہتی تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ تقلید اور تقلیدی مسائل کے لیے آیات تک گھڑی گئیں۔ احادیث خود بنا ڈالی گئیں۔ تائید کے لیے مختلف اصحاب علم پر بہتان لگائے گئے۔ اور انہیں اپنے دھڑے کا ثبوت کیا گیا۔ احادیث میں ضعاف، منقطع، مرسل

اور معضل کو دلائل کی حیثیت سے پیش فرمایا گیا۔ — حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو سیر النعمان

شبلی اور اس پر نقد و تبصرہ حسن البیان۔ مولانا عبدالرحیم مرحوم اور ایضاً الاولہ۔

تیز حدیث میں مقلدین کے لاابالی پن کے لیے — طائفہ منصورہ مصنفہ مولانا

سرفراز گکھڑوی اور کبیری بحوالہ پناہ از گکھڑوی صفحہ ۳۵ بالفاظ —

نیکون منقطعاً و هو حجة عندنا یعنی حنفی اپنے مسائل سے منقطع و ضعاف

میں استدلال کرتے ہیں کیونکہ ایسی روایتیں انکے ہاں دلیل بن سکتی ہیں — حتیٰ یہ ہے

کہ مقلدین کے مسائل چونکہ حدیثی بنیاد و تائید سے محروم ہوتے ہیں اسی لیے انہیں اپنے

تقلیدی مسائل میں انہی من گھڑت، موضوع، مناکیر، ضعاف، منقطع اور فرضی

وقیاسی دلائل کا سہارا لینا پڑتا ہے کیونکہ اس کے لیے وہ مجبور محض ہوتے ہیں۔

۵ از خطیب دہلی گفتار او با ضعیف و شاذ و مرسل کا رد



اس طرح تقلید صرف صحیح نصوص اور صحیح احادیث کے انکار کی ایک دل خراش المناک  
انسوسناک اور صدیوں پر پھیلی ہوئی حیرت ناک داستان ہے۔ تقلید کی یہ مکروہ حقیقت  
امام المقلدین علاء اور شاہ کشمیری پر عمر کے آخری ایام میں کھل گئی جبکہ زندگی چراغ  
سحری کی طرح گل ہو جانے کے لئے تیار تھی۔ — چنانچہ مفتی محمد شفیع مرحوم فرماتے  
ہیں کہ قادیان کے سالانہ جلسے میں سید محمد نور شاہ اندھیرے میں بوقت فجر سر پکڑے  
بٹھے تھے۔ میں نے پوچھا حضرت مزاج کیسا ہے فرمایا ہاں ٹھیک ہی ہے میاں۔ —  
کیا پوچھتے ہو، عمر ضائع ہو چکی۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ہماری عمر کا ہماری  
ساری کد کا دشمن کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے مسائل کے دلائل تلاش  
کریں اور دوسرے ائمہ پر آپکی ترجیح ثابت کریں۔ — اب غور کرتا ہوں  
تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر بربادی۔ — ملخصاً۔ وحدت امت صفحہ ۱۸۰ مکتبہ المنبر  
اس سلسلہ میں یہ امر انتہائی فکر طلب ہے کہ مسائل ابو حنیفہ اگر کتاب سنت سے  
تعلق رکھتے ہوں اور ان کے لیے دلیل بھی نصوص قرآنیہ، صحیح احادیث اور فرائض  
سے تلاش کئے جاتے ہوں تو اس مبارک جستجو اور تفحص حق میں عمر ضائع اور برباد ہوتی  
یا ایک اعلیٰ نصب العین اور مقصود زلیت کے لئے صرف ہوتی۔ — یہ کیا ماجرا  
ہے۔ معاملہ کچھ الجھا سا معلوم دیتا ہے۔ — حق یہ ہے کہ اس کی توجہ و تاویل میں اس  
کے علاوہ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ فقہ حنفیہ میں بیان کردہ بیشتر مسائل کی بنیاد تخص  
آراء۔ قیاس، ظن و تخمین کتاب اللہ اور حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح  
مخالفت پر مبنی ہے۔ — بنا بریں انکے دلائل کی تلاش و جستجو میں تاویلات  
باطلہ، تفسیرات شاذہ۔ احادیث موضوعہ، اقوال مجہولہ اور تفریعات رکیکہ کے علاوہ  
اور کوئی صورت بھی چونکہ عہد تقلید کی دنیا کیلئے ممکن نہیں ہو سکتی تھی۔ لہذا حضرت  
انور شاہ کشمیری نے عمر کے آخری حصے میں اس واضح بربادی اور خسروان خود  
کو شدت سے محسوس فرمایا۔ اس کی تفصیل مزید ہم اپنی مفصل کتاب میں کریں گے۔



”ماہم مناسب ہوگا کہ ہم نہایت اختصار سے حضرات احناف کی فقہی بے اعتدالیوں، اُن کی خلافِ حدیث چارہ ساریوں اور تک بندوں کی وہ فہرست اجمالاً پیش کر دیں جو صرف نماز سے متعلق ہیں۔ اگرچہ ”دونہا قلیل الجبال“ علاوہ ازیں موجود ہیں۔

۱۔ حضرات احناف کا خطاب جمعہ عربی کے علاوہ اور کسی زبان میں حرام ہے جبکہ اُن کی نماز ہر زبان میں ادا ہو سکتی ہے۔ پنجابی۔ سندھی۔ بلوچی۔ انگریزی۔ فارسی وغیرہ کسی بھی زبان میں۔ جو تمام مسلمانوں کے خلاف بات ہے۔ غرض دوسرا کوئی بھی امام اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔

۲۔ ان کی نماز ”اللہ اکبر“ تکبیر تحریمیہ کی بجائے کسی بھی دوسرے ایسے لفظ سے شروع کی جا سکتی ہے جس میں عظمت کے معنی ملحوظ ہوں۔

۳۔ احناف کا قرآن کی صرف ایک آیت مثلاً ”لذہا متان یا اہم سے قیام نماز مکمل ہو جاتا ہے۔ اس سے زیادہ پڑھنا صرف ثواب ہوگا فرض نہیں اور نہ ضروری۔ ایک لفظ پڑھنے سے فرض ادا ہو گیا۔

۴۔ رکوع اور سجدہ میں بھکنے کے لیے تکبیر کہنا ضروری نہیں۔ تکبیرات انتقال کے بغیر بھی نماز درست ہے۔

۵۔ رکوع میں معمولی بھکنے اور سجدے میں صرف ناک یا ماتھے کے زمین سے ذرا سا چھو جانے سے دونوں رکن مکمل۔ فرض صرف اسی قدر ہے۔ باقی رہا اطمینان تو وہ نماز میں قدر زائد اور بغیر ضروری ہے۔

۶۔ رکوع اور سجدہ میں بالکل نہ پڑھنے سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔ فرض صرف بھکنے کا نام ہے پڑھنا ضروری نہیں۔

۷۔ التحیات پڑھنے کی قطعاً ضرورت نہیں صرف اتنی دیر بیٹھنا ضروری ہے جتنی دیر میں التحیات پڑھی جا سکتی ہے۔ اس کے پڑھے بغیر بھی نماز نہایت مکمل! تمام عیوب سے پاک (آزین)

۸۔ درود شریف حنفی نماز میں ضروری نہیں نہ پڑھنے سے بھی نماز بہترین طریقہ سے ادا ہوگی







## تقلید کی ابتداء

دین میں اس بات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کہ آیا کسی مسئلہ کا وجود خود حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے

عہد مسعود میں موجود تھا یا بالبعد کسی نہ مانہ میں ایجاد ہوا۔۔۔ یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ دین کی تکمیل کا اسی دن اعلان ہو گیا تھا جب **اليوم اكملت لكم دينكم** کا نزول ہوا اس کے بعد دین میں کسی کمی یا بیشی کی قطعاً ضرورت پیش نہیں آ سکتی۔ جو ہر چچکا وہ دین کی حیثیت سے ضروری ہوا اور جو اس وقت موجود نہ تھا اور نہ اس کی ضرورت محسوس کی گئی قیامت تک امت مسلمہ کو اس کی ضرورت پیش نہ آئیگی۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لئے اعلان فرمایا تھا

من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (الحديث)

یعنی ہمارے دین میں اب کسی نئی چیز کی ضرورت نہیں ہے ہر ایسی کوشش مردود قرار دی جائیگی۔ امت اس چیز پر متفق ہے کہ دین میں تمام نئی ایجادوں کو بدعت کہا جائیگا اور ایسی تمام مساعی ہاشکوہ ہونگی۔ زیادہ سے زیادہ ترویجیت یافتگان نبویؐ بالخصوص خلفاء راشدین کو فقط یہ مقام حاصل ہے کہ ان کی سنت بھی قابل اتباع ہوگی۔ ان کے بعد یہ منصب گویا اٹھا ہی لیا گیا ہے کیونکہ دور صحابہ دین کے لیے تکمیل عہد نبوت کی حیثیت رکھتا ہے۔

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين۔۔۔ تکمیل دین

کے بعد کسی نقص و ازدیاد کی قطعاً اجازت نہ ہوگی اور نہ کوئی مزید قابل اطاعت پیدا ہوگا اب ہمیں تقلید کو اس حیثیت سے دیکھنا ہوگا۔ آیا یہ عہد مسعود میں کہیں پائی گئی یا بعد کی پیداوار ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت کے مطابق چوتھی صدی ہجری سے پہلے تقلید کا نام بھی ان معنوں میں متعارف نہ ہوا تھا۔ تین سو سال تک کوئی مسلمان اس کے نام سے واقف نہ تھا۔ علاوہ



عبدالوہاب شعرانی - صاحب دراسات اللیب - علامہ ابن قیم اور امام شوکانی نے بھی اپنی تصنیفات میں تقلید کی عمر اور اس کی پیدائش کا یہی اندازہ فرمایا ہے۔ نیز بدیع تالیفی حقائق بھی اس بات کے موید ہیں کیونکہ حضرت امام ابو حنیفہؒ جبکہ خود دوسری صدی کے آدمی ہیں ان کی تقلید کا پہلی صدی ہجری میں تصور کسی طرح ممکن نہیں ہے بلکہ ان کی علمی شہرت اور فقہی مقام چونکہ تمام تر قاضی ابویوسف کا مرہون منت ہے وہ بھی جب قاضی ابویوسف قضاة کے عہد سے پر حسن اتفاق سے فائز کر دیئے گئے۔ اس طرح قاضی صاحب کو اپنے امام کے نام کو اُجاگر کرنے کے مواقع میسر آ گئے۔ اسی لیے ابن خلکان نے لکھا ہے: **لَوْ لَا أَبُو يُوسُفَ مَا عَرَفَ أَبُو حَنِيفَةَ**

یعنی اگر ابویوسف (حج) نہ ہوتے تو امام ابو حنیفہ کو دنیا میں

کوئی بھی نہ جانتا۔ ————— تو ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ واقعی

ان کی تقلید کا زمانہ چوتھی صدی سے پہلے نہیں ہو سکتا۔

اب فیصلہ ناظرین یا انصاف پر چھوڑتا ہوں کہ وہ تقلید کو دین کا ایک رکن سمجھتے ہیں یا اسے بدترین بدعت اور دین میں ایجاد بندہ تصور کرتے ہیں۔ — جن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مسجد میں بعہد صحابہ حلقہ ذکر ناقابل برداشت ہو جاتا ہے اور انہیں مسجد سے نکل جانے کا حکم دیتے ہیں۔ — انہی حضرت کے نام لیواؤں سے ہم انصاف کی توقع رکھیں گے کہ چوتھی صدی ہجری کی ایجاد ان کے لئے کیا حیثیت رکھتی ہے۔

آپ اس وقت حیرت سے انگشت بدندان رہ جائیں گے جب چوتھی صدی کی ایجاد کو ثابت کرنے کے لئے قرآن سے آیتیں تلاوت کی جائیں احادیث کو مفید مطلب بنانے کے لئے تاویل کی جائیں اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتداء کی حدیث پڑھ کر اس کا مطلب امام ابو حنیفہ کی تقلید بیان کی جائے گی۔ — ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے؟



بس یونہی کہا جاسکتا ہے۔

• جو چاہے تیسرا حسن کرشمہ ساز کرے۔

— یہ بات انتہائی غور طلب ہے کہ اگر قرآن مجید یا احادیث میں کہیں تقلید کا ذکر ہوتا تو چوتھی صدی تک کوئی بھی اس آیت یا حدیث پر عمل پیرا نہ ہوا یا ان احادیث و آیات میں کیا یہ وضاحت موجود تھی کہ چوتھی صدی کے بعد ان پر عمل کیا جائے اور فلاں فلاں ان کے مصداق ہونگے؟ — اگر ایسا نہیں اور ہرگز نہیں تو چار صدی تک ان آیات و احادیث پر عمل نہ کرنے والوں کے متعلق کیا فتویٰ جاری ہوگا جو تقلید سے کنارہ کش ہے۔ جبکہ قرآن و حدیث تقلید کے وجوب کے بارے میں ناطق بالصرحت ہوں۔

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ تقلید جیسی بالکل بے بنیاد اور عبث بدعت کیلئے اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کا طوفان کھرا کر دیا جائے۔ اور بلا ضرورت مسلمانوں کے گلے میں ائمہ کرام کی غلامی و اتباع کا طوق باندھ دیا جائے حالانکہ ہر دور میں اصحاب الائمہ (مقلدین) کے بالمقابل اصحاب الحدیث (اہل حدیث) نے اپنی دینی ذمہ داریوں اور ضرورتوں کے لئے فقط کتاب و سنت پر اکتفا کیا اور زندگی کے تمام مسائل کا حل انہی دو سے تلاش کیا اور وہ اس میں بالکل کامیاب رہے چنانچہ امام الکلام میں مولانا عبدالحی کھنوی حنفی رقمطراز ہیں کہ اہل حدیث کا طریق بخلاف مقلدین بالکل صاف اور واضح ہے۔ کثر اللہ سوادہم۔

اگرچہ آج ائمہ مجتہدین اور اصحاب الحدیث کو مقلد ثابت کرنے کا مکروہ، دھندہ بٹے زور سے جاری ہے۔ اپنی تقلید کی آبرو بچانے کے لئے کتنے ہی طائفے ہیں جو منضوہ کالعرہ لگا کر اس جہالت۔ کمزوری، کم علمی و کم باہمیگی اور نادانی پر پردہ ڈالنے کے لئے اصحاب الحدیث کو بھی اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کر رہے۔ حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ (المقلدین بحالہم مسلم الثبوت) یعنی



مقلد جاہل ہوتا ہے اور تقلید جہالت۔ اس جہالت اور عیب کو چھپانے کی یہ ایک بدترین، اخلاق سوز اور نہایت فرسودہ و مکر وہ کوشش ہے کہ اپنے دامن کو آلودہ دیکھ کر دوسروں پر بھی گندگی کے چھینٹے اڑائے جائیں اور انہیں بھی ان خاندانوں میں گھسیٹا جائے جہاں اپنے دامن تار تار ہو چکے ہوں۔ حالانکہ اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اصحاب الحدیث مالکی مشہور ہوں یا شافعی و حنبلی لوگوں نے انہیں اس لیے ان کی طرف منسوب کر دیا کہ مسائل میں وہ ان سے زیادہ متفق تھے۔ حق یہ ہے کہ تقلید کی کسی زمانہ میں بھی ضرورت نہیں رہی۔ اس نے امت مسلمہ کو ذہنی جمود اور فکری تعطل کے علاوہ کچھ نہیں دیا اور ملت میں گروہ بندی اور فرقہ بندی اسی کا طرہ امتیاز اور اسی کے دم قدم سے ہے۔ کتاب سنت کے صریح نصوص، صحابہ کرام کی ایضاحات قیامت تک کے لیے پیش آمدہ مسائل و حالات کے حل میں اس قدر کافی و شافی ہیں کہ انہی کی دلالت اربعہ پر غور و فکر ہمیں ہر قسم کے قیاس و آراء اور تقلید سے مستغنی کر دیتے ہیں۔

**تقلید کے بارے میں ائمہ کے ارشادات:** انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ آدمی اپنے قائد و امام کے تمام اقوال بیکہ

اشارات تک کو جہز جاں سمجھتا ہے بشرطیکہ اس کا فرمان کسی یقینی صورت میں اُسے موصول ہوا ہو۔ ایسی صورت میں اس کی قیادت و امامت کا یہی حق ہے۔ مگر افسوس کہ مقلدین نے بایں اعتبار اپنے اماموں سے قطعاً انصاف نہیں کیا۔ ائمہ اربعہ کی امامت و تقلید کے قائلین کا رویہ سخت موجب حیرت ہے۔ کہ امام کے صریح اقوال تو ان کے نزدیک چنداں قابل اعتبار نہ ہوں مگر ان کی طرف جن اقوال کی نسبت صرف موہوم ناقابل اعتبار اور بالکل غلط ہو اس پر عمل سے اپنی عقیدتوں اور جان لیوئی کاشتوت ہتیا کریں۔ یہ دئے ناکامی مستارع کارواں جانا رہا۔  
کارواں کے دل سے احساس نہیں یاں جانا رہا۔



آئمہ اربعہ نے جس طرح اپنے عقیدتمندوں کو تقلید سے منع کیا ہے ان کے تمام ذخیرہ  
اقوال میں بجز اس کے اتنا صریح واضح اور صاف دیکر کوئی بھی قول نہیں۔ تقلید سے  
ممانعت گویا ان کے لئے فرض تھی جس کی ادائیگی کے لئے انہوں نے کوئی کسر اٹھانہی  
..... حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تصریح اس سلسلہ میں نہایت اہمیت کی حامل  
ہیں۔۔۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ (عقد المجید صفحہ ۱۰۷) میں فرماتے ہیں کہ :-

قال ابو حنیفہ لا یبقی لمن لم یعرف دلیل ان یفتی بکلامی  
یعنی جو شخص میرے فتویٰ کی دلیل نہیں جانتا وہ میرے قول پر فتویٰ دے نہیں سکتا۔  
..... گویا امام ابو حنیفہؒ تقلید میں طرز عمل سے احتراز کی تلقین فرماتے ہیں کہ میرے  
قول پر وہی شخص فتویٰ دے سکتا ہے جو میری دلیل کو جانتا ہے اور معرفت دلیل  
تقلید کی حقیقت کے خلاف ہے کیونکہ تقلید بلا دلیل اطاعت اور بلا حجتہ اتباع کا  
نام ہے۔۔۔ قبول قول الفیر بلا دلیل۔ الفاظ پر غور فرمایا جائے کہ جہاں  
دلیل ہے تقلید ختم اور جہاں تقلید ہے وہاں دلیل کی قطعاً ضرورت نہیں یہ تقلید  
کی مسلمہ تعریف ہے۔

- امام نے دلیل کی شرط لگا کر گویا تقلید کی تمام راہیں۔ طریقی اور رخصتہ بند  
فرمائیے ہیں۔

۲۔ نیز مقدمہ ہدایہ جلد اول بحوالہ ضیافتہ الاجتہ ص ۴۶ میں امام صاحب  
کا ایک صریح قول منقول ہے۔

لا یجوز لاحد ان یاخذ بقولی ما لم یعلم من این قلتہ و نہی عن التقلید  
یعنی میرے ماخذ استدلال جانے بغیر کسی شخص کو میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے  
اور اپنے ( واضح ترین الفاظ میں ) تقلید ( کا نام لے کر اس ) سے روکا ہے  
اگرچہ امام کے زمانہ میں تقلید عملاً کہیں بھی موجود نہ تھی۔ تاہم اس بات کا اندیشہ  
اور خطرہ ضرور تھا کہ لوگ طریق استدلال ترک کر کے کہیں تقلید کا افسوسناک رویہ



اختیار نہ کر لیں۔ کیونکہ اس سے قبل علمائے یہود اس تقلیدی راستے سے گمراہیوں  
ضلاتوں اور مشرعیات سے انحراف کی لعنتوں میں گرفتار ہو چکے تھے لہذا امام نے قبل از  
وقت تقلید سے نہ صرف سد کا بلکہ اسے حرام قرار دیا تاکہ امت مرحومہ تقلید کے مفاسد  
شروع، فتن، گروہی منافرت، افتراق ملت اور افراط و تفریط سے بچ سکے  
— مگر افسوس کہ امام کی یہ آرزو بد نہ آئی اور آپ کے نام لیواؤں نے آپ کی آرزو  
کا خیال نہ رکھا۔ اور سب سے بدترین تقلیدی عمل کا مظاہرہ صرف احناف ہی سے  
ظہور پذیر ہو کر منظر عام پر آیا۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چلغ سے۔

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ احناف کی بدوش تقلید پسندی میں غلو اور اعتدال  
سے تجاوز نے انہیں صرف بدنام ہی نہیں بلکہ برباد بھی کیا ہے۔ ان کی ہزائی  
اور جدت و تنوع پسند طباع نے انہیں ہرنئے چمکتے پتھر کی ٹوہ جاکے لئے مجبور کر دیا  
لہذا امام ابو حنیفہ کے نام پر۔ ہاں محض نام پر۔ کبھی ابو یوسف، امام محمد و زفر  
کی تقلید اور کبھی معتزلہ، جہمیہ، کرامیہ، مرجئیہ اور اشاعرہ کی تقلید۔  
بلکہ جس طالع آزمائے نے خود کو جاگر کرنا، مقتدی بنانا چاہا امام ابو حنیفہ کے  
نام پر اپنی لن ترانیوں اور فرسودہ گویوں کا ایک افترا ہی سلسلہ شروع کر دیا۔  
اور ادھر کو روانہ نظر و کوتاہ اندیش مقلدین نے ایسے اٹھال پسند، دین مصطفیٰ سے  
بیگانہ لوگوں کے لئے اپنی آنکھیں فرشِ راہ کر دیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ  
البالغہ میں اس بات پر نوحہ و ماتم کناں ہیں کہ طالع آزمائوں نے امام ابو حنیفہ کو  
بدنام کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں انصاف یقیناً عقید الجید فوزا الجبر۔ دراسات  
البیہ میران الکبریٰ۔ للشعرا فی اعلام المؤمنین کا مطالعہ مفید ہے گا۔  
اگرچہ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، ابن تیمیہ، ابن قیم، امام شوکانی  
اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ رحمتہ واسعہ اور ان کے حلقہ ہائے اثر اپنے اپنے



عہدوں اور ادوار میں اس موج بلا اور طوفانِ فتنہ گری "تقلید" کے ساتھ بند باندھنے  
 نکلے تھے مگر ان کے کچھ اخلاف لڑکھڑا کر نذر طوفان ہو گئے اور کچھ اپنی استطاعت و  
 مقدور بھر سینہ تلکے کھڑے رہے تاہم یہ حقیقت ہے کہ تقلید کے جو مہو بڑے  
 مکروہ اور بدترین انداز نیز انکارِ حدیث کے مظاہر احناف ہند کے ہاں رائج  
 ہیں وہ اور کہیں نہیں پائے جاتے اور تقلید اپنے حنظل صفت ثمرات کی خصوصیات کے  
 باوجود اتنی بد مزہ اور بد بو دار اور کہیں موجود نہیں ہے جتنی ہمارے حنفی دوستوں کے

ہاں ب۔۔۔  
 حضرت امام نے غالباً یہود کے طرزِ عمل سے خوف زدہ ہو کر ہی تقلید کے عمل سے  
 روکا تھا۔ ایک لفظ کاش کہ بعد جاؤ شتہ ایم۔

۳۔ تحفۃ الاختیار ص ۶۶ میں مرقوم ہے۔

قال الامام ابو حنیفہ۔

لا تقلدنی ولا تقلد من مالک ولا غیرہ وخذ الاحکام من حیث

اخذ وامن الكتاب والسنة۔ بحوالہ میزان الکبریٰ۔

یعنی امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ نہ تو میری اور امام مالک کی تقلید کی جلتے اور نہ  
 کسی اور کی بلکہ تم بھی وہیں سے احکام حاصل کرو جہاں سے انہوں نے اخذ کیے  
 یعنی کتابِ سنت سے۔ اسی فرمان سے ایک حکم کہ کسی کی تقلید کرو۔

اور ایک زبردست نفس الامری حقیقت کا اظہار ہے کہ کتابِ سنت سے  
 ہر دور میں رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے قیامت تک اجتہاد کے دروازے

کھلے ہیں۔ انہیں مسدود قرار نہیں دیا جاسکتا۔ آپ کے الفاظ قابلِ غور ہیں کہ تم مجھ

انہی نصوص و اولیٰ سے پیش آمدہ مسائل میں استدلال کرو جو اجتہادی مسائل میں

خود آئمہ کے پیش نظر ہے ہیں یہ عبارت اپنے اس مفہوم کے لئے قطعاً دلالت

اور نص کی حیثیت رکھتی ہے۔



حضرت الامام نے ان دروازوں کو ہی بند فرما دیا ہے جن سے تقلید کی وبا داخل ہو سکتی ہے۔ حق یہ ہے کہ اجتہاد کی موجودگی میں تقلید کے لئے وہ تمام رخنے اور چوڑے دروازے بند ہو جاتے ہیں جہاں سے وہ قلوب اذہان پر اثر انداز ہوتی ہے مقلدین کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ انہوں نے اس جہالت، بے علمی، کورانہ نظری کم فہمی اور زیادہ سے زیادہ معذوری کو بچانے کے لئے عقل و دانش، فہم و ذکا، ادراک و شعور اور طریق استدلال پر نہ صرف پہرے بٹھا دیئے ہیں بلکہ ان کے ہاں کتاب سنت پر براہ راست غور و فکر زبردست عیب مٹھہرا۔ اسی لیے مقلدین بالخصوص احناف کی سب سے پہلی اور بڑی یلغار اس فکر اجتہاد کے خلاف واقع ہوئی ہے حالانکہ حضرت امام بالکل ان کے خلاف تقلید کی تردید اور شعور و آگہی نیز کتاب سنت پر براہ راست فکر و تفحص کا حکم فرما رہے ہیں۔

مگر حضرات احناف نہ جانتے کس مٹی سے بنے ہیں کہ ساری دنیا سے کٹ کر جس کی گود میں گرنے کے دعویٰ دار ہیں اس کے لئے بھی اخلاص و وفا کا مظاہرہ نہ کر سکے۔

راہ دکھلائیں کسے راہ رو متسرل ہی نہیں۔

**لمحہ فکر یہ** آگے بڑھنے سے پہلے ہمیں احناف کے اس حیران کن اور افسوسناک رویہ پر ماتم کرنا ہوگا کہ مسائل و اقوال اور فتاویٰ کے وہ پہاڑ آسا انبار جو اکثر و بیشتر حضرت امام پر افترا اور بہتان ہیں۔ کو جس تقلید برائے تقلید کی بنا پر احناف نے اپنی گردنوں پر لا دیا ہے وہ امام کی نظری محض غلط اور بیکار ہی نہیں بلکہ قطعاً حرام ہے گویا حنفی فقہ کی صدیوں میں تیار شدہ اس عمارت کی نہ صرف کوئی بنیاد نہیں بلکہ حضرت امام کے نزدیک اس ڈھانچے کا ابتدائی نقشہ، خیال اور تصور بھی ناجائز ہے امام کے نام لیواؤں کے لیے یہ کہاں تک زیب دیتا ہے کہ اپنے مقتدی کے بنیادی تصورات کو بالائے طاق رکھ دیں اور ان کے علی الرغم ایک سرسبز حرام اور ناجائز



ایجاد کے لیے تشکیل و تعمیر ہو جائیں۔ — سوال یہ ہے فقہ حنفی کے وہ تمام  
تقلیدی مسائل جو بزمِ عمِ احناف ایک مکمل مذہب اور کامل مسک کی حیثیت رکھتے ہیں  
— کیا آبرو اور جواز باقی رہ جائیگا جبکہ خود امام اسے ناجائز قرار دے رہے  
ہوں — حق یہ ہے کہ ان تمام مسائل کو ایک دین و مسکِ شرعی کی حیثیت سے  
انہی لیے لازم الاتباع اور واجب اطاعت قرار دینا نہایت سنگین زیادتی نہیں  
کتاب و سنت کے حقوق پر دست اندازی بھی ہے۔ الغرض مقلدین نے بے پیر کی  
اڑادی ہے۔ — مزید قابلِ غور بات یہ ہے کہ اگر امام کا قول واجب الاتباع  
ہے تو آپ کا یہ فرمان کہ — میری تقلید نہ کرنا — تقلید حرام ہے — بھی آپ کا  
ہی فرمانِ دلیشان ہے۔ — کیا احناف آپ کے اس قول کو تسلیم کریں گے یا بطلانِ  
اللیل جو ان کی خاص تکنیک ہے کی بنا پر انکار کر دیں گے۔ — اگر اس قول  
کو مانتے ہیں تو سب ہمسفار تقلید یہ ہباً منشوراً! ورنہ اس قطعی اور یقینی  
ارشاد کا انکار لازم آتا ہے اور تقلید کی عمارت دھڑام سے زمین بوس  
ہو کر ملیا میٹ ہو جاتی ہے۔ — نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن :  
یا یوں سمجھئے سے غرض دو گونہ عذاب ہست جانِ مجنوں را  
عذابِ صحبتِ لیلیٰ عذابِ فرقتِ یسلیٰ

اب ہم احناف سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ امام ابو حنیفہ  
کے اس حکم کو کہاں رکھیں گے۔ آیا ان کو اسے تسلیم کرنے کا یارا ہے یا اب بھی  
لکن نحن مقلدون يجب علینا تقلیداً ما منا ابی حنیفہ کی راگنی لاپتے  
رہیں گے کہ امام تو تقلید کو حرام قرار دیں اور مقلدین تقلید کو واجب فرمائیں  
ستان مابینہما — فکرِ آخرت اور محشر کی ہولناکی  
کا خیال رکھنے والے حضرات سے توقع ہے کہ اس تقلید کو جو صرف کتاب و سنت  
کے خلاف ہی نہیں بلکہ خود امام ابو حنیفہ کے حکم کے منافی بھی ہے کھپوٹ



کر کتاب سنت پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔  
 بکھنے کیلئے ہمارے پاس اس سے متعلق کتنے ہی عنادین باقی ہیں جنہیں ہم کسی دوسری  
 فرصت کے لئے اٹھائے رکھتے ہیں۔ مثلاً۔

(۱) کیا موجودہ کتب فقہ امام ابو حنیفہ کی تعلیمات کی امین ہیں۔ (۲) کیا امام صاحب  
 سے باسند و باوثوق طریقہ سے ایک لفظ بھی ہمیں موصول ہوا ہے۔ (۳) تقلید نے  
 امت مسلمہ کو کیا دیا۔ (۴) حقیقت اور روح اسلام۔ (۵) تقلید کہاں ہے  
 یہاں تو ہو س کی بادشاہی ہے۔ (۶) فقہ حنفیہ کے مصنفین کی کیا عقائد رکھتے  
 تھے۔ (۷) حقیقت دوسرے ائمہ کی نظر میں (۸) فقہ حنفیہ اور کتاب سنت  
 (۹) فقہ حنفیہ میں منقول احادیث کی حیثیت۔ (۱۰) احناف کے طبقات اور  
 متقدمین و متاخرین میں تقسیم و ظائف۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر اب ہمیں  
 آپ کو ایک میدان مناظرہ کی سیر سے لطف اندوز کرنا مقصود ہے جو حال ہی میں  
 اس موضوع پر استاذ گرامی حضرت مولانا چراغ الدین مظہر العالی، حال قلعہ دیدار سنگھ  
 اور حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب فاضل دیوبند گوجرانولہ کے مابین تحریری طور  
 پر وقوع پذیر ہوا۔ یہ سوال جواب افہام و تفہیم سے مناظرانہ صورت اختیار کر گئے  
 سبب مناظرہ اس حقیقت کا قبل ازیں بھی اظہار ہو چکا ہے کہ امت مسلمہ  
 میں بیشتر اختلافی مسائل کی بنیاد دلائل کا اختلاف نہیں

بلکہ تقلید ہے۔ اسی خود ایجاد کردہ شریعت کی بنا پر امت و دھڑوں اور فرقہ بانڈی  
 کی نذر ہوئی اور کعبہ اللہ چار مصلحوں میں تقسیم ہو گیا۔ ان اللہ۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانان

اس چوتھی صدی ہجری کی ایجاد اور نام نہاد دینی ضرورت کو اور باب تقلید  
 نے اہل اسلام کے لئے اس انداز سے پیش کیا کہ گویا تقلید ہی مقصد کتاب و سنت  
 ہے اور غیر مقلدیت ایک زبردست دینی عیب و نقصان اور قابل مذمت و لعن ہے



چنانچہ مکتب تقلید اور اہل الرائے کی طرف سے اس الزام کو بڑی شدت سے  
 سے اہل حدیث کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا اور غیر مقلد بطور ایک  
 گالی ہندوستان کی مذہبی مسلکی تاریخ میں خاص اہمیت کا حامل ہے عرصہ دراز  
 تک اہل حدیث کی طرف سے اس موضوع پر صرف مدافعتیہ طرز عمل اختیار  
 کیا گیا اور سمجھوتے کی کوشش کی گئی۔ مگر تقلید! جہالت اور مقلدین علم سے  
 کو رائے نظری کے باوصف حاملین کتاب و سنت کو حق نہ لیت دینے کے لئے تیار نہ  
 ہوئے۔ تو اہل حق نے اس فریب - دھوکا - ملمع اور سراب کا پردہ چاک کرنے  
 کی ٹھان لی اور برسر میدان للکارا کہ بتاؤ تقلید کیا ہے؟ تقلیدی عمل کی بنا پر  
 جو شریعت آپ کے ہاں رائج ہے۔ اصل کتاب و سنت سے اسے کیا نسبت ہے۔ کتاب و سنت  
 کی تصریحات کے بالمقابل آرائے آئمہ کا کیا مقام ہے۔ بخاری شریف - مسلم شریف  
 اور دیگر کتب احادیث کے مقابلے میں۔ ہدایہ - کنز - عالمگیری - قاضیخان  
 قدوسی اور دیگر کتب فقہ کس حیثیت کی حامل ہیں۔

بجھائے اس للکار کے نتائج حوصلہ افزا ہے اور ہر چیز اپنی اصلیت کی  
 طرف لڑنے لگی ہے جیسا کہ مشہور ہے

کل شیء یرجع الی اصلہ

حق یہ ہے کہ اب تقلید سرسر معذرت بنتی جا رہی ہے۔ حاملین تقلید اسے  
 جاہلوں اور بے علموں کی ضرورت کہنے لگے ہیں۔ اسی لئے ثقہ اہل علم، فکر آخرت  
 کے حامل مقلدین اب تقلید کی زنجیریں توڑ کر حلقہ بگوش عمل بالحدیث ہوئے ہیں  
 اور جو خود کو تقلید کی آبرو سمجھتے ہیں اور حوالوں کی قطع و برید کذب افتراء اور  
 گھڑوی اسلوب فکر سے حقیقت کا بھرم قائم رکھنے کی کوشش میں ہیں وہ بھی  
 اب "ہدایہ" و "کنز" - "قدوسی" و "عالمگیری" وغیرہ پیش کرنے کی بجائے حدیث  
 کا نام لینے پر مجبور ہیں چاہے ضعیف - منکر، مرسل منقطع قسم کی احادیث

ع۔ مولانا عبدالرحمن فیصل آباد و دیگر حضرات



سے ان کے دامن تار تار ہو جائیں — اب کبھی بھی وہ وقت نہیں آسکے گا جب ہدایہ و شامی اور دیگر آرائے رجال کے دفاتر منبر و محراب اور فتاویٰ کی زینت بن سکیں — یہ مناظرہ بھی اہل حدیث اور حالیین کتاب و سنت کی طرف سے اسی صائقہ حق کا حصہ ہے جو نصف صدی تک سردار اہل حدیث، مفسر قرآن فاتح قادیان علامہ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کی زبان فیض ترجمان پر اس طرح گونجتی رہی کہ حالیین تقلید کو ان کے جواب میں یارے تکلم نہ تھا۔ اور زبانیں گنگ تھیں (رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ)

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ  
تمہی سو گئے داستان کہتے کہتے۔

مناظرہ کے فکر انگیز پہلو

استاذ گرامی حضرت مولانا چراغ دین

صاحب خطیب قلعہ دیدار سنگھ کتاب و سنت

کے رسمی علوم اور مکتبی تعلیم سے بالکل نا آشنا ہیں حق یہ ہے کہ انہوں نے ترجمہ قرآن پاک اور وہ بھی قطعی سادہ کے علاوہ عربی زبان سے اکتساب کی صلاحیت بہم نہیں پہنچائی۔ ترجمہ کلام پاک سے ابتدائی روشناسی ہمیں بھی آپ کے فیض سے میسر آئی تینز مزید علم و عرفان کا کچھ حصہ اگر نصیب ہوا ہے تو وہ بھی بفضل اللہ آپکی مساعی جمیلہ، نالہ نیم شبی اور دعائے وقت سحر پروردگار احسان ہے۔ مناظرہ میں فریق ثانی یعنی حضرت مولانا قاضی

شمس الدین حال گو جبرائیل نہ صرف رسمی علوم اور مکتبی تعلیم کے ماہر ہیں بلکہ انہیں بلاشبہ استاذ العلماء کا رفیع مقام حاصل ہے انکی تمام عمر رسمی علوم عربیہ کے پڑھنے پڑھانے میں بسر ہوتی رہی ہے اور انکے تلامذہ کا حلقہ بڑا وسیع ہے۔ آپ مسلکی اعتبار سے حنفی اور علمی نسبت سے دیوبندی ہیں۔



حق یہ ہے، دونوں بزرگوں میں علمی صلاحیت اور علوم عربیہ سے واقفیت میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ خود اُن کے اپنے ناموں سے ظاہر ہے یعنی شمس الدین (دین کا آفتاب) اور چراغ دین (دین کا چراغ) یا کم و بیش۔

(۲) بایں ہمہ۔ موقوف کے اعتبار سے چونکہ استاذ گرامی مولانا چراغ دین صاحب مضبوط فکر کے حامل ہیں اور قاضی شمس الدین صاحب نہایت کمزور پہلو کی طرف سے مدافعت کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ قاضی صاحب جواب میں کئی مقام پر لڑکھڑا گئے۔ مدافعت میں انتہائی کم وقعت۔ استدلال یا مدافعت میں ایسا انداز جس سے مزید شکوک پیدا ہوں۔ مناظرہ سے فرار کے لئے غیر متعلقہ ابحاث کچھ غیر حقیقی الزام تراشیاں۔ تم وغصہ کا بے جا اظہار اور بالآخر یہ فتویٰ بالکل فرار۔ جبکہ مولانا نے قاضی صاحب کی طرف آٹھ خط ارسال فرمائے ہیں۔

۳۔ حضرت مولانا چراغ دین صاحب مدظلہ العالی، اگرچہ عربی زبان سے براہ راست کسب فیض نہیں کر سکتے تاہم حقیقت و سچائی اور خانہ نبوت و واقفیت پر مبنی مسلک اہل حدیث کے حامل ہونے کی وجہ سے آپ نے کتاب سنت سے تقلید کی تغلیط پر ایسے زبردست اور مضبوط تحریری دلائل پیش کئے کہ قاضی صاحب بایں علم و فضل موقوف کی کمزوری کی وجہ سے سخت بوکھلاہٹ میں گرفتار ہیں نیز اود بھی چونکہ علوم کتاب سنت سے مالا مال ہو چکی ہے اس لئے آپ کا مطالعہ دینی بھی ماشاء اللہ کافی لٹریچر پر عادی ہے نیز کتاب سنت کے بے لوث خادم ہونے کی وجہ سے بتوفیق موبہت الہی آپ کا اسلوب تحریر سنجیدہ، شگفتہ اور اپنے موقوف و حد تک محدود رہا ہے۔ مثلاً آپ کا ایک ہی سوال ہے کہ تقلید شخصی کا مفہوم سمجھایا جائے اور ہر خط میں صرف اسی نقطہ کو ملحوظ خاطر رکھا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ کی تقلید کی دلیل کیا ہے؟ — اسی کے جواب میں قاضی صاحب نے شخصی کو ہرے سے گول کر دیا ہے اور مطلق تقلید کی مدح سرائی فرمانے لگے حالانکہ شخصی







نہیں لہذا قاضی صاحب اس موضوع پر مولانا کے ہمنوا ہوتے جا رہے ہیں۔ فرماتے ہیں  
 — کہ کتنی ہی مثالیں ہیں کہ ان میں فتویٰ ہم حضرت امام ابو حنیفہ کے قول پر نہیں  
 دیتے — رقعہ نمبر ۲ — قاضی صاحب کا یہ ارشاد اسی حقیقت کی ترجمانی  
 ہے کہ تقلیدِ شریعت کی روح اور فطرتِ اسلام کے خلاف ہے ورنہ ایسی مثالیں  
 پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی جب امام صاحب کے کچھ اقوال مشائخِ احناف کے  
 نزدیک بھی قابلِ تسلیم نہیں تو حق یہ ہے کہ تقلید سے انکار کے لئے کسی اور لفظ  
 کی ضرورت نہیں یہی الفاظ اس کے لئے بالکل کافی ہیں۔ کیونکہ تقلید کی تعریف یہ ہے  
 قبولِ قولِ الغیر بلا دلیل (مگر اگر بقول قاضی صاحب حدیثِ پاک اور دلائل کے لحاظ سے  
 جو راجح ہو اس کو لے لیتے ہیں۔ رقعہ نمبر ۲۔ تو یہ سراسر تقلید کے متانی ہے۔  
 یہی مسلک اہل حدیث کا ہے اور اسی کے مدعی اور داعی ہیں وہ جنہیں حنفی غیر  
 کی گالی دے کر خوش ہو لیتے ہیں۔

حق یہ ہے کہ اہل حدیث مکتبِ فکر اور اصحابِ رائے میں ابتداء سے  
 تا ایں دم یہی اختلاف رہا ہے کہ اہل احادیث، حدیث اور قرآن کے جلی اور  
 حنفی دلائل کی بنیاد پر یہی مسائل کا حل چاہتے ہیں اور حدیث کی موجودگی میں کسی اور  
 کی رائے کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ  
 کسی کا یہ حق تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں کہ شریعت کی وہ تعبیر بالکل صحیح  
 یقینی اور درست ہے جو بھی کسی دیگر شخص نے بیان فرمائی۔ اس زمرے میں  
 ائمہ اربعہ بھی شامل ہیں۔ دین کی وہ تشریح جو کسی بھی صاحبِ فکر و اجتہاد  
 نے کسی مسئلہ میں ارشاد فرمائی ہوگی۔ اسے تسلیم کرنے سے پہلے یہ تسل کر لی جائے  
 کہ کتابِ سنت میں سے اس کا تعلق کس سے ہے یہ طریقِ فکر اہل حدیث  
 کا طرہ امتیاز ہے اور ائمہ اربعہ رحمہم بھی یہی مسلک تھا۔ چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہ  
 کا قول قبل ازیں گزر چکا ہے — جبکہ حنفی و دیگر مقلدین صاحبِ اجتہاد ،



بزرگوں کی دین فہمی، صاحب فکری اور سلامتی استدلال پر اسی درجہ اعتماد کے قائل ہیں کہ گویا ان سے خطا کا تصور ہی غلط ہے اور اجتہادی مسائل میں ہمیں ان سے دلیل طلب کرنے کا کوئی حق نہیں ہے نیز امام کی اتباع ہم پر واجب ہے۔ یہی نظریہ تقلید ہے حالانکہ مجتہد کے بارہ میں ان کا اپنا اصول ہے کہ *الْمَجْتَهِدُ يَخْطِئُ وَيُصِيبُ* کہ مجتہد سے بھی خطا سرزد ہو سکتی۔ ہاں یہ درست کہ مجتہد کو اسکی خطا پر بھی ثواب ملے گا مگر اس خطا کے خطا واضح ہو جائیکے بعد عمداً عمل پیرا ہونے والے عذاب کے مستحق ہیں۔

قاضی صاحب مندرجہ بالا دونوں طریق فکر میں سے کس کو مستحسن قرار دے رہے ہیں۔ ناظرین بالانصاف بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ آپ کے الفاظ دوبارہ پڑھنے ہونگے کہ۔ ہماری منصف علمائے کرام کا پہلے سے طریق کار رہا ہے کہ حدیث پاک اور دلائل کے لحاظ سے جو راجح ہو اس کو لے لیتے ہیں۔ رقم نمبر ۲۔ — حق یہ ہے کہ مولانا چراغ دین صاحب مدظلہ کے مین اور سنجیدہ سوال نے قاضی صاحب کو مجبور کر دیا ہے اسی بنا پر پہلے شخصی تقلید کا انکار کیا اور اس شخص کو احمق قرار دیا جو صرف امام ابو حنیفہ کی تقلید کو واجب قرار دیتا ہو۔ رقم نمبر ۳۔ گویا تقلید شخصی کا وجود ختم بعد ازیں دلائل سے مجبور ہو کر اور کتنی ہی ٹھوکریں کھا کر مجبوراً تحریر کرنا پڑا کہ منصف علمائے کرام الحرحرح۔ گویا قاضی صاحب حق کے سامنے بزرگوں ہو گئے ہیں اور طریق اجتہاد نہ صرف اپنا راستہ بتاتے ہیں بلکہ اسے انصاف کی راہ قرار دے رہے ہیں۔ — دراصل قاضی صاحب حق کو مجبوراً تسلیم کرنے میں مشغول ہیں شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب سے تراویح پر مناظرہ سوا تو بڑی ہی ہزیمت کے بعد تسلیم کیا۔ *الْقَوْلُ الْقَصِيمُ صَفْهُ* پر تحریر فرماتے ہیں کہ آٹھ رکعت سنت ہیں صرف یہی نہیں بلکہ ضعیفہ کرام سب کا یہی مسلک بتایا۔ — تمام اکابر احناف اور بالخصوص گھمڑوی اسلوب فکر کے علی الرغم عقیدہ حیات الانبیاء میں اہل حدیث



کی اتباع کی اور اسی حق پرست جماعت میں شمولیت فرمائی۔ ہاں دلائل کے ہاتھوں مجبور ہو کر  
 (۵) منکر افسوس کہ قاضی صاحب آخر یہ پھر گڑ بڑا گئے اور اس خیال سے پریشان  
 کہ میں حنفی ہو کر کیا بکھ آیا ہوں! اور واقعہ یوں ہوا کہ مولانا پیراغ دین مدظلہ نے سوال کیا  
 کہ قاضی صاحب آپ تو عالم ہیں اور عالم کیلئے بقول شما تقلید واجب نہیں تو آپ کیا ہوئے؟  
 فرماتے ہیں کہ عالم ہونے کے بعد جب یہ مزید واضح ہو گیا کہ قرآن و حدیث کے  
 لحاظ سے ابو حنیفہ کا مذہب راجح ہے تو اسے کیسے چھوڑ دوں۔ رقعہ ۱۔  
 مولانا کے انداز سوال نے قاضی صاحب کو گھبراہٹ و پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے  
 اصل میں پٹی اور اپنے ہی ہاتھوں دفن کی ہوئی تقلید کے لوح سزا پر قاضی صاحب  
 تشریح کا کتبہ تحریر فرما کر اپنے احساس محرومی کو کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔  
 سوال دو ہیں! حضرت ابو حنیفہ کا مذہب راجح ہو یا مرجوع۔ جب آپ عالم ہیں  
 تو مقلد نہ ہوتے۔ عالم ہونے نے آپ کو دائرہ تقلید سے نکال باہر کیا ہے۔  
 قاضی صاحب کا جواب کافی ہے نہ معقول۔ سوال گندم جواب چنکے مترادف ہے  
 آپ کے عالم ہونے اور تقلید کو مذہب راجح اور مرجوع سے کیا نسبت و علاقہ ہے  
 دوں حضرت قاضی صاحب نسیان کے شکار ہو گئے۔ اگر امام ابو حنیفہ کا مذہب اتنا ہی  
 راجح ہوتا جتنا اب حافظہ میں آ رہا ہے تو رقعہ نمبر ۲ پر نمبر اولو نشان لگا کر اور نام لیکر  
 وہ فہرست کیوں پیش فرماتے جو امام ابو حنیفہ کے فتوے قطعی چھوڑ دینے کے قابل بتا ہے  
 اور مزید کتنی ہی مثالیں ہیں جو مشائخ حنیفہ کرام ابتداء سے فقہ حنفی کی جزئیات کو چھوڑتے  
 آئے ہیں نیز بقول قاضی صاحب رقعہ ۲ وہ متعصب اور جاہل غیر مقلد ہیں جو جھوٹا  
 الزام لگاتے ہیں کہ حنفی امام ابو حنیفہ کا قول نہیں چھوڑتے۔

آخر میں قاضی صاحب نے اپنی ہی تحریر کی آبرو کا خیال کیا ہوتا۔ ابھی مثالیں  
 گن گن کے بتا رہے ہیں کہ فلاں فتویٰ بھی چھوڑا۔ امام کا فلاں قول بھی ناقابل تسلیم اور  
 فلاں مسئلہ بھی ہم قبول نہیں کرتے۔ اور نہ مشائخ کرام نے ہی انہیں کبھی مانا نیز



ان مسائل میں فتاویٰ کے لئے غیروں کے آستانوں پر چہرہ سائی اور ناہیہ فرسانی کرتے نظر آتے ہیں۔ اور ابھی (امام کا مذہب راجح ہے میں کیسے چھوڑ دوں) رقعہ ۵۔ للجب! — مولانا چراغ دین مدظلہ کے سامنے طفل مکرتب کی طرح پہلو رنگ بدل رہے ہیں۔ کبھی کچھ جواب اور کبھی اسکا بالکل متناقض اور متضاد۔ اور مولانا ہیں کہ ایک وسیع تجربہ کار اور ماہر فن کار کی طرح قاضی صاحب کا پیچھا کر رہے ہیں۔ — حتیٰ یہ ہے کہ قاضی صاحب حواس پر قابو برقرار نہیں رکھ سکے۔ بیچ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اکھڑا کھڑا جاتے ہیں۔ قاضی صاحب نے امام صاحب کے کتے ہی مسائل فتاویٰ اور اقوال کو ناقابل تسلیم ٹھہرا کر باقی ماند سب کو بھی مشکوک بنا ڈالا اللہ العزیز وہی بات جو ہم اور شاہ ولی اللہ مدت سے کہہ رہے تھے مگر مانی نہیں جاتی تھی گھر کے آدمی کے ہاتھوں تمام ہوئی۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

۶۔ قارئین کرام آپ کا کطف تو اس وقت دو بالا ہوگا اور سرمستی سے جھوم مٹھیں گے جب مولانا صاحب کے اپنے ہر خط میں قاضی صاحب سے یہ سوال پڑھیں گے کہ آپ عالم ہیں یا مقلد۔ — یہ سوال دراصل قاضی صاحب کی ایک پیش کردہ آیت اور اسکی تشریح جو تقلید کے وجوب کے سلسلہ میں ارشاد فرمائی ہے اس پر اٹھایا گیا ہے قاضی صاحب کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔ رقعہ ۱۰۔ نص قرآن کریم سے جاہل پر تقلید اہل علم کی واجب ثابت ہوتی ہے بلقظہ اس عبارت میں اس بات کی واضح نشان دہی موجود ہے کہ اہل علم پر تقلید واجب نہیں بلکہ تقلید جاہل و بے علم پر واجب ہے گو یا صاحب علم رہنا ہونگے اور جاہل مقلد۔ — بس اسی قاعدہ پر سوال اٹھایا گیا ہے کہ آپ عالم ہیں کہ مقلد۔ — قاضی صاحب ان دو باتوں میں سے کوئی بھی بر ملا نہ کہہ سکے۔ کیونکہ اگر عالم بنتے ہیں تو عمر بھر کی کمائی بلکہ باپ دادا کی میراث سے یہی دستی و محرومی اس لئے کہ ایک پکے حنفی کے لئے کتاب و سنت، دین و ایمان



اور دنیا و محقق ہر شے سے تقلید امام ابو حنیفہ عزیز ہے — تقلید نہ ہوئی تو  
اکمل المحرورین مٹھرا — اور اگر قاضی صاحب مقلد بنتے ہیں تو جاہل ہونے کی سند  
بے عملی کا داغ بے خبری کی رسید اور جہالت کی مہران کے ماتھے پر چک جاتی ہے  
لہذا عالم بنتے بنتی ہے نہ مقلد — جائیں تو جائیں کہاں! منہ چھپانے کو جگہ نہیں ملتی  
— اور مولانا چراغ دین مدظلہ ہیں کہ ہر خط میں مسلسل سوال کر رہے ہیں کہ قاضی صاحب!  
آپ تو قاضی ہیں اور فیصلہ آپ کے ہاتھ میں۔ جواب دیجئے۔ رقعہ ۱ میں تو تمام رقعہ جاتا  
کا حوالہ دینے کے بعد جب قاضی صاحب کے جواب سے مایوس ہو جاتے ہیں تو طنطنہ سے ایک  
شعر بکھتے ہیں اور وہ ان کا حق ہے کہ مرد میدان اور فاتح تقلید جو مٹھرے۔

سے نہ رکھ دلیل کی کچھ سند اس پہ اٹتے ہوئے: عجب دانا مقلد ہو کہ بے ہتھیار لڑتے ہو۔  
واقعہ اگر قاضی صاحب کے پاس تقلید کے حق میں کچھ کہنے کو ہوتا تو خاموش ہو جانیکی بجائے  
طنطنہ کا جواب ہمہمہ سے دیتے آفران دوستوں کی عادت ہے کہ زلزلہ کا جواب دھماکہ سے  
دیتے ہیں مگر معلوم ہوا کہ قاضی صاحب کے پاس نہ تقلید کے لئے کچھ دلائل ہیں اور نہ اپنے  
آپ کی خبر کہ مقلد ہیں کہ عالم۔ اصل میں قاضی صاحب ایک گرداب، دلدل، مہنور چکر  
اور نمٹھے میں مچنس گئے — حالانکہ نہ آت کا تقلید سے کوئی تعلق ہے نہ آیت تقلید  
کے لیے نازل ہوئی ورنہ تقلید تین صد سال کہاں روپوش اور غائب رہی۔ یہ بھی کوئی شیوں  
کا امام غائب ہے کہ وہ قرآن سمیت غائب اور یہ فساد سمیت روپوش؟ تقلید تو تین صدی  
بعد نکل کھڑی ہوئی مگر وہ نہ جانے کب تک غائب رہتا ہے۔ کیا قاضی صاحب بتا  
سکتے ہیں جو آیت تقلید کے لیے نص کا درجہ رکھتی ہے۔ تین سو سال اس پر عمل کیوں ہوا  
آخر اس پر آپ نے فیصلہ محفوظ کیوں رکھا ہے۔ باقی رہا کسی آدمی کا کسی دوسرے سے  
کوئی سوال تو اس کی فطری طور پر ضرورت ہے اور "فوق کل ذی علیم" سے انکار غلط محض  
اور ناقابل تسلیم! مگر اس کا تقلید سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ کسی عالم سے سوال کرنا اس  
کی شخصیت سے نہیں اس کے علم سے ہے اور علم دلیل ہے جبکہ تقلید خلاف دلیل اور



بلا سند ہے۔ یہ علم سے قطعاً کوئی تعلق نہیں رکھتی — قاضی صاحب نے اپنے ہر رقعہ میں اس آیت کے مزعومہ مندرجات اور خود تراشیدہ مفہوم کو بیان کیا ہے۔ مگر اتنا بھی نہ جان سکے کہ عالم اگر جانتے ہیں تو علم کو ہی جانتے ہیں اور علم کی بات بتانا ان کا اپنا قول ہے اور نہ تقلید۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں لگا کا: جو چیرا تو اک قطرہ خون بھی نہ نکلا  
 ناظرین گرامی قدر۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ قاضی صاحب کا ہر خط زبردست جھنجھلاہٹ اضطراب قلبی اور پریشان خاطر کی کامر قح ہے، آپ کے پاس اس تقلید کے حق میں تو چار لفظ بھی نہیں جس کے متعلق مولانا ہر خط میں استفسار پر اصرار فرماتے ہیں مگر غیر متعلق مسائل نیتر طعن دشمنی اور غم و غصہ کا اظہار ہر خط میں ضرور عیاں ہے جو بلا جواز ہی نہیں غیر اخلاقی بھی ہے۔

مثلاً (۱) فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ساری عمر چھپ کر سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی میں بسر کرنی ہو وہ موجودہ زمانہ کا غیر مقلد بن جائے  
 رقعہ نمبر ۲ (۲) فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ساری عمر سنت نبی کے خلاف چھپ کر گزارنی ہو اور حدیث کا چور بننا ہو وہ موجودہ زمانہ کا اہل حدیث بن جائے  
 رقعہ نمبر ۵۔

قاضی صاحب اہل حدیث حضرات کثر ہم اللہ کے خلاف اپنے غم و غصہ کے اظہار میں شعلہ بار ہو رہے ہیں۔ آنکھیں سرخ اور ہونٹ کپکپاہے ہیں۔ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں اس کے دلائل نہیں لہذا کیمپو می اخلاق اور قاضیانہ انداز فکر کا مظاہرہ فرماتے ہیں کہ شاید اس گوہر انسانی اور گل ریزی سے مسئلہ تقلید کا جو ب ثابت ہو جائے۔ میں نے مولانا چراغ دین مدظلہ کے خط نمبر ۲ کا حرف حرف پڑھا۔ دوبار بار پڑھا کہ آپ نے وہ کون سی غیر معمولی دل آزار بات تم فرمادی ہے کہ قاضی صاحب آپ سے باہر اور لال پیلی ہو رہے ہیں کبھی حدیث چور



اور سنت کی خلاف ورزی کر نیوالے اور کبھی اہلحدیث اور غیر مقلد نیز موجودہ زمانے کے! گویا پہلے زمانے کے غیر مقلد ایسے نہ تھے۔ وغیرہ وغیرہ فرماتا ہے ہیں۔ واللہ میں نے مولانا کے پورے دو صفحے کھنگال دیئے۔ ایک لفظ بھی ایسا مشتعل کر نیوالا یا گستاخانہ نہ ملا بلکہ ایک ایک لفظ پورے ادب و احترام سے اور اخلاقی حدود میں رہ کر لکھا گیا ہے۔ تمام خط میں قاضی صاحب کے لئے وہ دست بدعا ہیں۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آخر قاضی صاحب اس قدر بپھر کیوں رہے ہیں کہ بے لفظ سنانے پر آگے میں — میں اس حقیقت کا برا ملا اظہار چاہتا ہوں کہ حقیقت چونکہ اول آفریے سند بلا دلیل، محض آرائے بندگان اور بالکل بے سرو پا من گھڑت مسائل اور کتاب سنت کے خلاف محض مفروضوں کا نام ہے در نہ قاضی صاحب کو ہم چیلنج کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کا ایک ہی باسند قول پیش کریں۔ امام صاحب کا ایک لفظ بھی دنیا میں موجود نہیں ہے کس کی تقلید کرتے ہو؟ کتابوں کے اس انبار کے متعلق تو حدت ہوئی۔ شاہ دلی اللہ کہہ گئے کہ سب یار لوگوں کی ٹھیک بندیاں ہیں جو امام ابوحنیفہ کے نام منسوب ہیں اور اہل حدیث کی کاوشوں اور سعی و عمل سے زلزلے میں کہیں بھی منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی اور حجروں میں دیک گئی ہے۔ لہذا قاضی صاحب اس اندرونی تکلیف کی وجہ سے اہل حدیثوں پر برستے رہتے ہیں۔ قاضی اور گھڑوسی خاندان کو حقیقت کے عدم تحفظ کا احساس کچھ زیادہ ہی لاحق ہے اس لیے یہ ہڈیانی اور جونی کیفیت سے دوچار ہو گئے ہیں۔ مولانا! استاذ العمار لکھتے ہیں اور وہ جواب میں دشنام طرا بہتان تراشی اور کھلی گالیوں سے نوازتے ہیں۔ یا اللعجب

ہے اے شیخ گفتگو کچھ تو باجیا چلیے۔

اور بعد ازاں ایک لمبی فہرست جو تقریباً گیارہ بے سرو پا الزام تراشیوں لن تراشیوں پر مشتمل ہے۔ داغ دی۔ آپ رقعہ نمبر ۵ سے ملاحظہ فرما سکتے ہیں اس میں کسی قدر قلبی اضطراب اور بے چینی کا اظہار ہے۔ قاضی صاحب کی



مسائل پر فہرست بہت مختصر ہے۔ غالباً انہیں ہی مسکوں میں متبع سنت

ہونے کا دعویٰ ہوگا۔ — حنفی اور متبع سنت؟

۷۔ اس خیال است و محال است و جنوں — اہل حدیث اور احناف کے۔ میان جو مختلف فیہ مسائل چلے آ رہے ہیں۔ ان تمام میں احادیث کی بنیاد پر ہی تو احناف سے اختلاف کیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ بعض الناس حنفیوں نے اپنی من گھڑت لا ابالیوں۔ لن ترانیوں اور خود تراشیدہ قیاسی مسائل میں حدیث کو پامال کرنے کی لا حاصل سعی کی ہے۔ مدتوں یہ مسائل میدان مناظرہ کی زینت بنے۔ قلم و قرطاس کے منہ آئے اور کتابوں کے پیٹ میں اتر گئے۔ اب تک آپ کے ذمے اتنا ادھار ہے کہ اگر ڈکار نہ جاؤ تو تمہیں ان مسائل کا نام لیتے ہوئے شرم آنی چاہیے تھی۔ حقیقت الفقہ مولانا محمد جوگناگر صلی رحمۃ اللہ کا سلسلہ محمدیہ سید ندیر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی معیار الہیہ وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ انہیں مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تمام زندگی کی کد دکاش و مساعی اور احناف کا قاطبہ لٹکے مقابلے سے نہ صرف کمرانا بلکہ حجر وں اور تہ خانوں میں روپوش ہو جانا کیا اس بات کی کھلی علامت نہیں کہ حنفیوں کی من گھڑت قیاس آرائیوں کو حق کی ایک ہی ضرب اور حدیث کے اعجاز نے پابجولاں اور مہر بلب کر دیا تھا۔

ہم جانتے ہیں کہ جستجو اور تلاش بسیار کے بعد احناف کو اپنے مفید مطلب چند منقطع مراسیل، ضعات اور موضوع لا اصل، قسم کی احادیث منیسرا گئی ہیں انکو سر پر اٹھا کر یہ بخاری اور مسلم کی متفق احادیث کا مقابلہ کرنے نکلے ہیں۔ اناجیل اربعہ کی دریافت اور احناف کی اس جستجو میں قطعاً کوئی فرق نہیں ہے۔ اشارہ ہم اس سے قبل بھی کچھ عرض کر چکے ہیں اور آئندہ اس موضوع پر مستقل قلم اٹھانے کا ارادہ ہے۔ سر دست مولانا عبدالحی لکھنوی کا حاشیہ ہدایہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی درایہ فی تخریح احادیث ہدایہ کا مطالعہ از حد مفید ہوگا۔ المنقطع حجۃ عندنا — کا مدہوشانہ اور جاہلانہ نعرے لگانے والے اہل حدیث کے منہ آنے لگے گویا ہیرے و جواہرات کے مقابل اپنے دامن میں کوئلے



بھرے اور اسے سیاہ کر نیوالے اہل حدیث کی برابری کا دعویٰ کریں اور اپنی قسمت پر ناز۔  
العجب سے عجوبت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی۔

ہم قاضی صاحب سے برا کہتے ہیں کہ ”ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں“  
شخصی تقلید کے موضوع پر آپ نے جو ہمالیہ سر کر لیا ہے اس کے بعد آپ کے اہلی  
پسندیدہ موضوعات پر یکے بعد دیگرے سخن آرائی ہو جائے تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ آپ  
تحقیق کے کتنے پانی میں ہیں۔ ڈوب کر مر جانے کا مقام تھا کہ استاد گرامی شیخ الحدیث مولانا  
محمد عبداللہ صاحب خطیب چوک نیائیں کے سامنے مسئلہ تراویح پر الفقه فی الاما واستہ فی ایما۔  
ہو کر تسلیم کر نیوالا کہ ”میں مانتا ہوں میری جماعت حنفیہ کرام مانتی ہے کہ تراویح آٹھ رکعت  
سنت ہیں۔ (القول الفصیح ص ۵۵)“ اہل حدیث کو الزام سے رہا ہے کہ اہل حدیث  
حضرت عمرؓ کی تقلید میں بیس رکعت تراویح نہیں پڑھتے۔ حضور علیہ السلام کی سنت  
آٹھ رکعت تسلیم کرنے کے بعد کوئی بے غیرت دشمن صحابہ ہی یہ باور کرے گا کہ حضرت عمرؓ  
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی اور بیس کا حکم دیا ہوگا۔ جبکہ موٹا امام مالک  
میں حضرت عمرؓ کا بالکل صحیح و صریح حکم گیارہ رکعت موجود ہے۔ کس قدر دیدہ دلیری  
جرات مجرمانہ اور باغیانہ جسارت ہے کہ پہلے حضرت عمرؓ پر یہ بہتان کہ بیس رکعت  
نماز آپکی سنت ہے اور بعد ازاں خود ایجاد کردہ الزام کی بنیاد پر اہل حدیث کو مطعون کریں  
کہ حضرت عمرؓ کی سنت پر عمل نہیں کرتے۔ یادو! اس قدر بھی کوئی بے ہمتی بے مروتی اور  
سینہ زوری ہوگی کہ حضور علیہ السلام کی سنت آٹھ رکعت تسلیم کرتے ہوئے بھی عاملین بالسنت  
کو حدیث چور اور چھپ کر سنت کی خلاف ورزی کرنے والے کہا جا رہا ہے نہ انکے ہاں اپنی  
قلم کی آبرو نہ خدا و خلق خدا کا ڈر۔

بفرض حال اگر حضرت عمرؓ سے کہیں کوئی ایسا فعل صادر ہو بھی جاتا ہے جو سنت  
نبوی علی صاحبہا السلام کے نادانستہ خلاف واقع ہو تو کیا حضرت عمرؓ کی سنت قابل  
اور سنت نبویؐ ترک کر دینے کے قابل ہوگی۔ اللعجب یہ تو آپ کے دستخطوں سے بھی طے



امر ہے کہ حضور علیہ السلام کی تراویح آٹھ رکعت ہیں اب اہل حدیث اس لیے بھی قابل مذمت و ملامت نیز حدیث چور ٹھہریں کہ نبی علیہ السلام کی سنت ثابتہ پر عمل کیوں کرتے ہیں اے شیخ کچھ تو خدا لگتی کہیے۔ قاضی صاحب! مریدوں کے جھڑپ طلباً کی نسرنگہ نیاں سامعین کی واہ و آفریں بادیاں اور قلم کی نازک اندامی میں بڑا فرق ہے اسے سنبھالتے ہوئے خود بھی سنبھل جانا چاہیے کہ قلم کبھی دولت رسوائی کے تیر و نشتر سے دوچار کر دیتا ہے۔

سنبھل کے رکھنا قدم و شتِ خار میں مجنون۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی سنت میں تقابل، قرآن مجید کی آیات میں باہمی تعارض حدیث ثابتہ، صحیحہ کی موجودگی میں منقطع اور ضعات سے استناد، حدیث کو تسلیم کرتے ہوئے بھی محض تقلید کی بنا پر اس سے انکار صرف حقیقوں کے نامہ اعمال میں بد نما اور سیاہ داغ ہیں دنیا میں اور کوئی بھی مکتب فکر ایسی مکروہ و قبیح اور بدترین جسارت کا مرتکب نہیں پایا گیا۔ مکن نحن مقلدون یجب علینا تقلید امامنا

اب حنیفہ، اسی مسخ شدہ فطرت اور خود ساختہ شریعت کی آئینہ دار ہے۔ اعاذنا اللہ منھا

قاضی صاحب کی تمام تراشیاں اسی ضمن میں آتی ہیں۔ ان کی پرکاش کی حیثیت اور وزن نہیں۔ سینکڑوں بار ان مسائل پر طبع آزمائی ہو چکی ہے اور کتابیں ان مضامین سے بھری پڑھی ہیں۔ مزید سخن سازی اور قلم آرائی محض تحصیل حاصل معلوم دیتی ہے ورنہ قاضی صاحب سے پوچھا جاسکتا ہے کہ قربانی کے سلسلہ میں تیرہ تاریخ کا انکار کرینوالا بتاؤ کہ اگر حضور علیہ السلام نے ۱۳ کو قربانی نہیں کی تو بارہ تاریخ کو کب کی۔ اگر تیرہ تاریخ کا اس بنیاد پر انکار ہے کہ عملاً حضور نے اس تاریخ کو ذبح نہیں فرمایا تو آپ کو کیا اور بارہ کا بھی انکار کرنا ہوگا۔ کیونکہ عملی اعتبار سے آپ سے صرف دس تاریخ ثابت ہے۔ قاضی صاحب منی کے سارے کام تو چار دن جاری رہیں، منی میں قیام (۲) کنگریاں مارنا (۳) روزہ کا حرام ہونا۔ کیا وجہ ہے کہ ایام منی کا ایک صرف یہی



عمل تقلیدی ذہنیت کا شکار ہو گیا۔ اسے ایامِ متی کے چہارگانہ اعمال سے الگ کیوں کیا گیا۔۔۔ کیا یہ الفاظ ختم المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہیں۔

کل منیٰ منکھرو کل ایام التشریق ذبح۔ زاد المعاد ج اول حضرت جابر بنی اکرم سے یہ الفاظ نقل فرماتے ہیں کہ تیرہ تاریخ تک قربانی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح مسلم شریف کی ایک حدیث کی دلالت بھی بالکل یہی ہے۔ ہم نے اپنے رسالہ میں بالتصريح بیان کی ہے۔۔۔ قاضی صاحب! تیرہ تاریخ کو قربانی جائز رکھنے والے اہل حدیث اگر ان حدیثوں پر عمل پیرا ہوں اور انہی حدیثوں کی بنا پر اسے جائز قرار دیتے ہوں پھر بھی وہ حدیث چور۔ اور آپ کے پاس سولہ کے تقلیدی عمل کشید اور ایجاد بندہ کے کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی آپ متبع سنت۔ حیرت ہے یا اب!

میں نہ دیکھنے کی خواہش کے باوجود تاسفاً ان الفاظ کو دیکھنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔۔۔ یوں سمجھئے کہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی یہ ایک صورت پیدا ہو گئی ہے اور یہ تمام جملے اس حیرت کی بنا پر زبانِ قلم پر آگئے ہیں کہ جو لوگ حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اذل اور روزِ آفرینش سے تہی دامن، کوتاہ دستی، کوریبٹی، محرومی اور حرمان نصیبی کا شکار ہے ہیں وہ انہیں طعنہ دیں جنہوں نے اس دنیا میں اپنا سب کچھ گنوا کر اگر کچھ پایا ہے تو یہی حدیثِ مصطفیٰ سے وابستگی، اس سے محبت، شفیقتگی اور اس کی خدمت اور دالہانہ پیار نیز صرف اسی پر عمل اور اس کے ہر مخالف سے ٹکراؤ۔ دنیا کی تاریخ بالخصوص ہندوستان کا ذرہ ذرہ گواہ ہے کہ اہل حدیث کو اس کی اشاعت کے لیے کن کٹھن دادیوں اور خارزاروں سے گزرنا پڑا۔ جبکہ مدرسہ دیوبند صرف اس حدیثی یلغار کو روکنے کے لیے عین اس وقت بنایا گیا جب ہندوستان میں اہل حدیث اپنے خون کے نذرانے پیش کر رہے تھے اور اٹھارہ سوستان ۱۸۵۷ء کی قیامت خیزی اپنے جو بن پر تھی۔ مولانا مکی علی اور جعفر تھانویسری انگریز دشمنی میں تختہ دار کو بوسہ دے رہے تھے اور بانیاں دیوبند اسی دیوبند کی محسوسٹی کے مزے اڑا رہے تھے اور دہلی یونیورسٹی کے بیکچرار بھی۔۔۔



ۛ نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی ۛ

آخر میں ہم قاضی صاحب سے بلا جھجک التجا کریں گے کہ اگر آپ کو ان مسائل میں سے کسی مسئلہ حقیقت کی حقانیت کا پختہ یقین ہے تو قلم و قرطاس حاضر ہے اور مولانا چلچل فرید مدظلہ العالی آپ کی خدمت کے لیے موجود! جب فرمائیں کسی مسئلہ پر گفتگو ہو سکتی ہے مگر اس انجام کے بارے میں مجھے کوئی شک و ارتیاب نہیں کہ آپ اپنی حقانیت صرف اسی قدر ثابت کر سکیں گے جو آپ نے تقلید کے سلسلہ میں عنفیت کی مذمت کی ہے یا شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کے مقابلے میں تراویح کے متعلق عنفیت کی ترجمانی۔ نیز ادب و احترام سے پیش آنیوالوں سے درشتی نہیں پیار و محبت کا اظہار ہونا چاہیے یہ جو کچھ ہوا جو آپ آں غزل کی صوت ہے۔

ۛ رکھنا غالب مجھے اس تلخ نوائی پہ معاف

بشیر الرحمن بن محمد حسین نور پوری عفی عنہ  
(فاضل سنتہ شرقیہ)



# ۱۔ از مولانا چرخِ ابرار صاحب خطیب جامع مبارک الحدیث قلعہ دیدار سنگھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محترم و مکرم جناب مولانا قاضی شمس الدین صاحب مدظلہ العالی! السلام علیکم! کے بعد گزارش ہے کہ جب بھی آپ کو جمعہ شریف کے دن قلعہ دیدار سنگھ میں آنے کا اتفاق ہوتا ہے تو حضرت مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب کے کہنے پر جمعہ شریف کا خطبہ آپ ہی فرماتے ہیں تو خطبہ جمعہ شریف میں آپ مسئلہ تقلید پر بہت زور دیتے ہیں جیسا کہ آپ نے مورخہ ۲۹؍۸۰ کا خطبہ جمعہ شریف بیان فرمایا ہے اور مسئلہ تقلید پر بہت زور دیا ہے جس کے لئے بطور دلیل آپ نے یہ آیت کریمہ بھی تلاوت فرمائی ہے

تِلْكَ الْأَمْثَالُ لَضَرِبَ لَهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ

بیچ جانو تو میں یہ مسئلہ تقلید آپ سے سمجھنے کی نیت پر پوچھتا ہوں نہ کسی جھگڑے کی نیت پر۔ آپ بتائیں کہ تقلید شخصی فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے یا مستحب ہے یہ شرعی اصطلاحات میں کونسا درجہ رکھتی ہے۔

آپ براہ مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلہ تقلید وضاحت سے سمجھائیں اور اللہ تبارک تعالیٰ سے ثواب دارین حاصل کریں اور میں بھی اپنی استطاعت کے مطابق سمجھنے کی کوشش کروں گا کیونکہ آپ عالم دین متین ہیں۔ یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و احسان ہے اور عالم دین کا یہ فرض ہے کہ مخلوق خدا خصوصاً لاعلم لوگوں کو دین سے روشناس کرانا اور سمجھانا۔

اسی لئے بندہ نے تقلید جیسے اہم مسئلہ کو سمجھنے کے لئے آپ کی طرف رجوع کیا ہے اور مجھے واثق امید ہے کہ آپ مسئلہ تقلید شخصی وضاحت سے قرآن و حدیث کی روشنی



میں سمجھنے کی کوشش ضرور فرمائیں گے۔  
 آخر میں یہ بندہ عاجز و عاجی کرتا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کے علم میں اور عمل  
 میں اور عمر میں بہت زیادہ برکت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین اور یہ تحریر یہاں لفظ  
 میں بند کر کے رجسٹری کر رہا ہوں اور اس لفظ میں ایک اور لفظ ڈال دیا ہے جس پر میرا  
 پتہ لکھا ہوا ہے اس لیے کہ آپ کو جواب بھیجنے میں آسانی ہو۔ کوئی وقت نہ پیش آئے

فقط والسلام مع الاکرام

بندہ عاجز

چراغ الدین بھٹو خود ساکن قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ

## رقعہ نمبر ۱ از مولانا قاضی شمس الدین

مدیر جامعہ صدیقیہ محلہ مجاہد پورہ - گوجرانوالہ - پاکستان !

محترم مکرم !

حضرت چراغ الدین صاحب السلام علیکم ! نواز شناسہ ملا۔ یاد آوری کا شکریہ  
 محترم ! اس آیت میں یہ ذکر فرمایا کہ یہ مثالیں سب لوگوں کے لیے بیان فرمائی ہیں  
 اس میں عالم اور غیر عالم دونوں آگے اس کے بعد فرمایا کہ نہیں سمجھتے ان کو مگر عالم لوگ  
 اب غیر عالم اگر یہ کہے کہ میں ان کا مکلف نہیں تو یہ نفس بھگالنا اس کا خلاف ہے  
 اور اگر کہے کہ میں بذات خود انکو سمجھ کر ان پر عمل کروں گا تو یہ مایعقلہا الا العالمون  
 کا خلاف ہے، لہذا اس کے لیے یہی صورت رہ گئی کہ اہل علم جو کچھ ان کا مفہوم اس کو  
 بتلائیں اس پر عمل کرے اور یہ تقلید اس پر واجب ہے لہذا نفس تقلید اس پر واجب  
 ہو گئی احقر نے یہ جو کچھ لکھا ہے آپ اس میں پورا فکر اور غور کر کے تسلیم کر لیں۔ تو تقلید کا  
 واجب ہونا آپ نے تسلیم کر لیا اور یہی میرا مقصد ہے لہذا آپ ویسا اعلان کریں کہ آپ



نے تقلید کا وجوب تسلیم کر لیا۔ اور اگر اس مضمون کو تسلیم نہیں کرتے تو نشان دہی کریں کہ اس مضمون کا فلاں حصہ مجھے تسلیم نہیں — مختصر یہ کہ۔

۱۔ کیا ان امثال کا سب لوگوں کے لیے ہونا جن میں علم غیر علم داخل ہیں آپ تسلیم نہیں کرتے۔

۲۔ کیا یہ تسلیم کر لینے کے بعد یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ سب ہی بذات خود انکو سمجھ لیتے ہیں۔ یہ دونوں صورتیں صریح قرآن کریم کا انکار ہے۔

۳۔ اور تیسری صورت کہ لا علم لوگوں پر واجب ہے کہ علم والوں سے سمجھ کر اسپر عمل کریں یہ وجوب تقلید سے اس کے جواب کے بعد آگے عرض کروں گا۔ جو آپ نے ایک نئی بحث شخصی اور غیر شخصی کی چھٹی دی پہلے یہ مرحلہ تہی ہوئے کہ نفس تقلید واجب ہے اور اس کا انکار قرآن کریم کا انکار ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(رقعہ نمبر ۲)

از مولانا چمران الدین صاحب قلعہ دیدار سنگھ

محترم و مکرم۔ جناب حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم کے بعد گزارش ہے کہ آپ کا نوازش نامہ ۲۵/۹ کو وصول ہوا پڑھا تو خوشی محسوس ہوئی کہ حضرت مولانا صاحب نے مجھے احسن طریقہ سے سمجھانے کی کوشش فرمائی ہے۔ ٹھیک! ایک عالم کے شایان شان بھی یہی ہے کہ وہ اچھے طریقہ سے سمجھانے کی کوشش کرے۔ مولانا آپ نے سمجھایا ہے کہ اس آیت کریمہ میں عالم اور غیر عالم دونوں شامل ہیں۔ اہل علم بے علم کو جو کچھ ان کا مفہوم اسکو بتائیں اس پر عمل کرے اور یہ تقلید اس پر واجب ہے۔

مولانا آپ کے سمجھانے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ بے علم پر تقلید واجب ہوئی عالم پر نہیں۔ سمجھنے کی صورت میں سوال یہ ہے کہ ایک عالم دین مبین کے پاس شاگرد پڑھنا شروع



کرتے ہیں۔ اُس وقت وہ بے علم ہیں۔ بقول آپ کے اُن پر اُستاد کی تقلید واجب ہوئی  
جب وہ شاگرد جو بے علم تھے دس بارہ سال بعد عالم دین میتین بن گئے اور اپنے اُستاد  
صدر مدرس سے عالم دین میتین ہونے کی سندیں بھی حاصل کر لیں اور آگے جا کر درس و تدریس  
کا کام بھی شروع کر دیا بقول آپ کے تو اُن سے تقلید کا وجوب جاتا رہا۔ کیونکہ اس آیت  
کریمہ میں بقول آپ کے بے علم پر تقلید واجب ہوئی۔ نہ کہ عالم پر بھی۔

جیسا کہ آپ عالم دین میتین ہیں اور میں آپ کو دیانتدار ہی سے جیتا اور چوٹی کے  
عالموں سے اُستاد العلماء ماننا ہوں کیا آپ پر بھی تقلید واجب ہے۔ کیا آپ مقلد ہیں  
یا غیر مقلد۔ دو ٹوک فیصلہ و وضاحت سے سمجھائیں۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔ بقول آپ کے  
بے علم پر تقلید واجب ہے نہ کہ عالم پر بھی۔ اگر عالم بھی اپنے آپ کو مقلد ہی سمجھے تو پھر عالم  
اور جاہل میں فرق کیا ہوا بقول آپ کے یہ آیت کریمہ بے علم کو مقلد بتاتی ہے نہ کہ عالم کو۔  
اگر عالم کہتا ہی جائے میں بھی مقلد ہوں تو اس نے اس آیت کریمہ کے آخری حصہ کا  
خلاف اور انکار کیا اور بے علموں اور بائبل جاہلوں کی صف میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ جو اس  
کے شایان شان اور لائق نہیں ہے۔ یہ بات آپ کے سمجھانے کی ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ آپ کو  
سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے اور مجھے سمجھنے کی۔ آمین۔

آخر میں جو آپ نے بکھا ایک نئی بحث شخصی غیر شخصی کی چھیڑ دی ہے۔ مولینا یہ  
نئی بحث نہیں ہے۔ میں نے تو یہی مسئلہ سمجھنے کے لیے آپ کی طرف رجوع کیا ہے۔ مولینا  
جب حنفی المذہب علماء مسئلہ تقلید بیان فرماتے ہیں تو ان کی مراد تقلید شخصی ہی ہوتی ہے اور  
خصوصاً عالی مقام حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید ہی مراد ہوتی ہے وہ حضرات نام لیں  
یا نہ لیں۔ اصل مقصد تو اُن کا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید ہی ہوتی ہے۔

کیونکہ مسئلہ نزاع اہل حدیث اور حنفی حضرات کے مابین یہی ہے۔ اہل حدیث کہتے ہیں کہ  
تقلید شخصی کا شرع میں کوئی مقام نہیں ہے۔ اور حنفی حضرات فرماتے ہیں تقلید شخصی ضروری امر  
ہے۔ اسی لیے میں نے یہ مسئلہ تقلید شخصی سمجھنے کے لیے آپ کی طرف رجوع کیا ہے اور میرے



رقعہ میں لکھا ہوا ہے کہ یہ تقلیدِ شخصی فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے یا مستحب ہے یہ شرعی اصطلاحات میں کون سا درجہ رکھتی ہے اور پھر دوبارہ رقعہ میں لکھا گیا ہے کہ مجھے وثاق اُمید ہے کہ آپ مسئلہ تقلیدِ شخصی و فضاحت سے قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش ضرور فرمائیں گے۔

اب آپ نے فرما دیا ہے کہ آپ نے ایک نئی بحث شخصی اور غیر شخصی کی چھڑ دی ہے محترم مولانا یہ نئی بحث نہیں ہے۔ یہی تو مسئلہ میں نے سمجھنے کے لیے آپ کی طرف رجوع کیا ہے۔ آپ تقلیدِ شخصی کے لیے خصوصاً عالی مقام حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید واجب ہونے پر قرآن پاک سے کوئی ایک آیت اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایک حدیث بطور دلیل پیش کر کے سمجھائیں میں سمجھنے کی کوشش کروں گا انشاء اللہ۔ محترم مولانا آپ نے مجھ سے اعلان کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ مولانا جب آپ تقلیدِ شخصی اور خصوصاً حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی تقلید واجب ہونے پر قرآن پاک سے کوئی ایک آیت اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایک حدیث بطور دلیل پیش کر کے سمجھائیں گے اور میں غور و فکر کر کے سمجھ لوں گا تو اس کے بعد آپ اعلان کرنے کا مطالبہ کریں اور یہ بندہ عاجز آپ کے کہنے پر جس جگہ چاہو گے اعلان کر دے گا۔ انشاء اللہ محترم مولانا آپ یقین کریں کہ میں نے یہ مسئلہ تقلیدِ شخصی اور خصوصاً حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید واجب ہونے پر آپ کی طرف رجوع کیا ہے اور امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے احسن طریقہ سے سمجھانے کی کوشش فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب دارین حاصل کریں گے میں آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک تعالیٰ آپ کے علم میں عمل میں عمر میں برکت عطا فرمائے آمین ثم آمین۔۔۔ یہ تحریر یہی رقعہ مل میں لفافہ میں بند کر کے رجسٹری کر رہا ہوں اور اس لفافہ میں ایک اور لفافہ ڈال دیا ہے جس پر میرا پتہ لکھا ہوا ہے کہ جواب بھیجنے میں آسانی ہو۔ کوئی دقت پیش نہ آئے۔

عاجز بندہ چراغ دین بقلم خود۔ ساکن قلعہ دیدار سنگھ۔



## از مولانا قاضی شمس الدین

رقعہ نمبر ۲

نوازش نامہ بلا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ محترم مجھے پہلے ہی یہ فکر تھا کہ آپ اصل مقصد کو چھوڑ کر آگے چلے بیٹنگ۔ تقلید شخصی دوسری منزل ہے اسمیں ہمارے منصف حکمائے کرام کا پہلے سے یہ طریق کار ہے کہ حدیث پاک اور دلائل کے لحاظ سے جو راجح ہو اس کو لے لیتے ہیں اور اُسکی کتنی مثالیں اھتر پیش کر سکتا ہے۔ مزارعۃ علی التثالث والربیع

۲۔ صلوٰۃ ظہر مثل اول کے اندر پڑھنا ۳۔ زوجہ غائب کا اقامتہ شہادہ کے بعد نفقہ متقرر کرنا

۴۔ صلوٰۃ اللیل مثنیٰ، مثنیٰ بسلام پڑھنا اور کتنی مثالیں ہیں کہ ان میں فتوایے حضرت امام ابوحنیفہ کے قول پر نہیں دیتے اور یہی طریق کار مشائخ حنفیہ کرام کا ابتداء سے چلا آرہا ہے۔ یہ تو غیر مقلد مستصحب جاہل ان پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ وہ کسی طرح امام ابوحنیفہ کے قول کو نہیں چھوڑتے۔ سوال تو یہ ہے کہ نص قرآن کریم سے جاہل پر تقلید اہل علم کی واجب ثابت ہوتی اور یہ لوگ اس کی صریح خلاف درزی کرتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ حنفی تقلید نص قرآن کریم سے ثابت ہے اس کا اقرار کریں یا تسلیم کریں کہ ہم شب و روز جو رٹ لگا رہے ہیں وہ نص قرآن کے خلاف ہے۔ آپ یقین جانیں کہ جس آدمی نے ساری عمر سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف درزی میں چھپ کر بسر کرنی ہو وہ موجودہ زمانے کا غیر مقلد بن جائے۔ عشاء کی نماز اول وقت میں پڑھنا ۲۔ جلسہ استراحت کرنا۔ ۳۔ صبح کی سنتیں بعد از فرض سوچ نکلنے سے پہلے پڑھنا ۴۔ نماز میں پاؤں چوڑے کر کے کھڑا ہونا وغیرہ ڈاک۔

یہ سب چیزیں انکی ایجاد کردہ اور خلاف سنت ہیں۔

والسلام

شمس الدین، مدرسہ جامعہ صدیقیہ  
مجاہد پورہ۔ گوجرانوالہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### ۳۔ از مولانا چرخ الدین صاحب قلعہ دیدار سنگھ

محترم و مکرم حضرت مولانا قاضی سمس الدین صاحب مدظلہ العالی <sup>مہتمم جامعہ صدیقیہ گوجرانواری</sup>  
 السلام علیکم کے بعد گزارش ہے کہ آپ کا نوارش نامہ ۱۶/۸ کو وصول ہوا  
 پڑھا تو اپنی توقع کے برعکس پایا۔ خیال تو یہ تھا کہ حضرت قاضی صاحب مسئلہ تقلید شخصی  
 خصوصاً حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید احسن طریقہ سے سمجھانے کی کوشش  
 فرمائیں گے۔ مگر قاضی صاحب آپ نے تو غلط بحث کر کے مجھے الجھانے کی کوشش کر دی  
 ہے جیسا کہ آپ نے لکھ دیا ہے کہ عشاء کی نماز اول وقت پڑھنا۔ جلسہ استراحت۔ صبح  
 کی سنتیں، پاؤں چوڑے کرنا وغیرہ۔ مولانا ان مسائل کو تقلید شخصی سے کیا تعلق ہے  
 اس وعظ کو تو آپ اپنے مقتدیوں میں کیا کریں۔ جب دل چاہے تاکہ وہ مطمئن رہیں آپ  
 کے ہاتھ سے نکل نہ جائیں۔

میں نے تو آپ کی طرف مسئلہ تقلید شخصی سمجھنے کے لئے رجوع کیا ہے۔

تقلید شخصی فرض ہے یا واجب، سنت ہے یا مستحب۔ شرعی اصطلاحات میں  
 کو نسا درجہ رکھتی ہے؛ اس کا جواب لکھنے کے لئے آپ تکلیف ہی نہیں فرماتے تا معلوم  
 آپ کے ذہن پر کون سا خوف طاری ہو چکا ہے۔ باقی جو آپ نے تقلید ثابت کرنے کیلئے  
 آیت کریمہ پیش کی ہوئی ہے اس کی تفسیر ائمہ اربعہ سے کسی امام نے یہ کی ہے کہ اس سے  
 مسئلہ تقلید ثابت ہوتا ہے یا مفسرین سے کسی مفسر نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے اس مسئلہ  
 تقلید کو ثابت کیا ہے۔ اگر کیا ہے تو پیش کریں۔ اگر آپ کو نہ مل سکے تو پھر یہ خیال رکھیں  
 کہ کہیں آپ من قال فی القرآن برایہ آخر تک کے شمار میں نہ آجائیں۔ آپ نے  
 اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آیت کے اول حصہ میں جاہل ہے آخری حصہ میں عالم ہے  
 جاہل مقلد ہے عالم مقلد نہیں ہے۔ جاہل پر تقلید واجب ہے عالم پر نہیں ہے۔

مولینا میں رقعہ پر آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ آپ عالم دین  
 ستین ہیں اور میں آپ کو چوٹی کے عالموں سے استاذ العلماء مانتا ہوں۔ کیا آپ



پر تقلید واجب ہے۔ برائے مہربانی آپ بتائیں کہ آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد۔ دو ٹوک فیصلہ وضاحت سے سمجھائیں۔ آپ نے اس بات کا بھی کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ معلوم آپ کو اس کا دو ٹوک فیصلہ دینے میں کیا خطرہ معلوم ہوتا ہے۔ اب دوبارہ یہی عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے نام کی لاج رکھتے ہوئے دو ٹوک فیصلہ صادر فرمائیں کیونکہ آپ قاضی ہیں۔ اب، بتائیں آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد۔

جو آپ نے لکھا ہے کہ کتنے مسئلے ہیں۔ ان میں ہم فتوے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر نہیں دیتے۔ اس کی چند مثالیں بھی پیش کی ہیں۔ معلوم ہوا کہ فقہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسائل میں کمزوریاں واقع ہیں۔ تب ہی تو آپ کو دوسروں کی طرف جانا پڑتا ہے۔

یہی بات آپ نے ۴ کو بعد از نمازِ عشرِ جلسہ حنیفہ قلعہ دیدار سنگھ میں فرمائی تھی۔ اسی وقت آپ کے سمجھ دار حنفیوں میں بعض لوگ کہنے شروع ہو گئے تھے آج تو قاضی شمس الدین صاحب نے اپنی تقلید حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کو کمزور کر کے دکھایا ہے اس کے بعد مولانا احمد سعید صاحب ملتان کی تقریر ہوئی انہوں نے فرمایا کہ جس شخص کو فقہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ میں کوئی غلط نقطہ نظر آتا ہے وہ شخص گمراہ ہے۔ اور جو شخص اہل علم ہو کر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی تقلید چھوڑتا ہے اس شخص جتنا جہان میں اور کوئی گمراہ نہیں ہے میرے خیال میں ان کی یہ بہت زیادتی ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے وہاں آپ فرماتے ہیں کہ ہم کئی مسئلے چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جسکو فقہ میں کوئی نقطہ غلط نظر آتا ہے وہ گمراہ ہے آپ کا بیان اور ان کا بیان ٹیپ میں موجود ہے۔ ایک ہی سٹیج پر سب کچھ ہوا ہے یہ آپ کا جو آپس میں تضاد ہے اس کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ آپ کہتے ہیں ہم کئی مسئلے چھوڑ دیتے ہیں وہ کہتے ہیں جو شخص چھوڑے وہ گمراہ ہے یہ کچھ غور و فکر کا مقام ہے۔ آپ ہی آپس میں سمجھتے رہیں۔ میرے خیال میں جب کسی مسئلے کے دلائل نہ ہوں اس میں پھر یہی حال ہوتا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ نص قرآن کریم سے جاہل پر تقلید اہل علم کی ثابت ہوتی ہے۔



آپ کے اس فرمان کے مطابق جاہل مقلد ہوا علم مقلد نہیں ہے۔ اگر علم دین میتن بھی مقلد ہی کہلائے تو جاہلوں کی صف میں جا کر کھڑا ہو گیا اور اس عالم نے آیت کے آخری حصہ کا خلاف کیا بلکہ انکار کیا۔

اور جو آپ نے لکھا ہے کہ غیر مقلد متعصب اور جاہل ہے اور جس نے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کرنی ہو وہ موجودہ زمانے کا غیر مقلد بن جائے۔

محترم قاضی صاحب میں آپ سے مناظرہ نہیں کر رہا ہوں نہ آپ کو کوئی الزامی جواب دینا چاہتا ہوں حضرت قاضی صاحب ایسی باتوں سے مسئلے ثابت نہیں ہوا کرتے یہ تو دل کی بھڑاس نکلنے والی باتیں ہیں۔ ان کا حاصل نتیجہ کچھ بھی نہیں ہوا کرتا۔ میں نے تو آپ سے مسئلہ تقلید شخصی سمجھنے کے لئے رجوع کیا ہوا ہے۔ اگر آپ

کے پاس کوئی دلائل ہیں تو پیش کر دیں۔ میں سمجھنے کی کوشش کروں گا۔ انشاء اللہ حضرت قاضی صاحب قرآن پاک سے کوئی ایک آیت اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایک حدیث بطور دلیل پیش کر کے سمجھائیں۔ جس سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید واجب ثابت ہو جائے۔ اگر نہیں ثابت کر سکتے تو آپ تسلیم کر لیں کافی سیاہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آخر میں یہ بندہ عاجز دعا گو ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ آپ کے علم میں عمل میں عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔ تم آمین۔

یہ تحریر ۱۹۷۱ء میں لفا فہ میں بند کر کے رجسٹری کر رہا ہوں اور اس لفا فہ میں ایک اور لفا فہ ڈال دیا ہے۔ جس پر میرا پتہ لکھا ہوا ہے۔ اس لیے کہ آپ کو جواب بھیجنے میں آئے ہو۔ کوئی دقت پیش نہ آئے۔

فقط والسلام مع الاکرام

بندہ عاجز چوہدرین لعلم خود، ساکن قلعہ دیدار سنگھ  
ضلع گوجرانوالہ



## تقریر ۳۔ از قاضی شمس الدین

۱۔ تقریر یہ یہ کی کہ یہ امثال ہم تمام لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں اور ہمیں سمجھتے انکو مگر علم والے۔ اس کے بعد غیر مقلدین سے پوچھا کہ بتلایے ان پر عمل کرنے کے لیے غیر عالم کیا طریق اختیار کرے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسپر اہل علم کی تقلید واجب ہے اور اس کا انکار کرنے والے نص قرآن کریم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اس میں کون سی تفسیر بالرائے ہے — سبحانک ہذا بہتان عظیم

۲۔ یہ کس احمق نے کہا ہے کہ تمام امت محمدیہ پر ایک امام ابو حنیفہ کی تقلید واجب ہے۔ کوئی امام مالک کی کرے گا۔ کوئی شافعی کی۔ الی غیر ذلک۔

۳۔ آپکو یہ کس نے بتلایا کہ میرے عالم ہو جانے پر مجھ پر یہ واضح ہو گیا کہ مجموعہ احادیث پر نظر کرنے سے ابو حنیفہ کا مذہب راجح نہیں۔ اگر یہی واضح ہوا ہے کہ ان کا مذہب احادیث کے لحاظ سے راجح ہے تو اسے چھوڑ کر ان لوگوں کی پیروی کر دوں جو ایک لاصلوٰۃ (لاصلوٰۃ الا بفاکتہ اکتب) کو دنیا میں پھیلاتے ہیں اور دوسرے لاصلوٰۃ (لاصلوٰۃ بعد صلوٰۃ الفجر حتی تطلع الشمس) کو چھپا کر رکھتے ہیں یہ خیانت نہیں تو اور کیا ہے۔

نوٹ: جو کچھ میں نے مجمع عام میں کہا تھا اس کا جواب دیا اور جو میں نے نہیں کہا تھا اور نہ کہتا ہوں اس کا ذمہ دار میں نہیں اور نہ کسی کی بہتان طرازی سے ذمہ دار بن جاؤں گا۔

(شمس الدین)

حاصل یہ کہ ایک غیر عالم کے لیے عمل کرنے کی ان امثال پر صورت کیا ہے اس پر عالم سے پوچھ کر اس کی تقلید کر کے عمل کرنا واجب نہیں جیسے نماز کے لیے وضو واجب ہے۔



## ۴۔ از مولانا چیراغ الدین صاحب قلعہ دیدار سنگھ

محترم و مکرم حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب مدظلہ العالی صدر مدرس جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ۔

السلام علیکم۔ حضرت مولینا آپ کا گرامی نامہ ۱۱/۴ کو موصول ہوا۔ پڑھا تو اپنے خیال کے بالکل خلاف پایا۔ خیال تو یہ تھا کہ حضرت قاضی صاحب مسئلہ تقلید شخصی خصوصاً حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید کے دلائل قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کر کے سمجھا دیں گے۔ تو بات ختم ہوگی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔

حضرت قاضی صاحب آپ نے تو غلط بحث کرنے کی اور مسئلہ کو الجھانے کی پوری کوشش کر دی ہے اس لئے کہ کسی طرح مسئلہ تقلید بھلا کر دیگر مسائل میں الجھا دوں۔ کہیں فاتحہ خلیفہ الامام کی طرف اشارہ ہے کہیں فجر کی سنتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ کہیں ہمیں خائن بنانا پھرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حضرت مولانا قاضی صاحب کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ اگر آپ کے پاس تقلید شخصی خصوصاً عالی مقام حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید کے دلائل قرآن و حدیث کی روشنی میں نہیں ہیں اور یقیناً نہیں ہیں تو آپ صاف اقرار کر لیں۔ ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے کی کیا ضرورت ہے۔ بندہ آپ کو یقین دلاتا ہے کہ اگر آپ صحیح بات کا یقین کر لیں گے تو آپ کی مولائیت کے وقار میں کوئی فرق نہیں آئیگا اور نہ ہی آپ زمرہ مقلدین سے خارج ہونگے۔ حضرت قاضی صاحب بندہ نے تو صرف مسئلہ تقلید شخصی اور خصوصاً عالی مقام حضرت الامام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید سمجھنے کی خاطر آپ کی طرف رجوع کیا تھا نہ کہ آپ کے ساتھ کوئی مناظرہ وغیرہ کرنے کے لئے۔

اگر آپ کو دیگر مسائل کے سمجھانے کا بہت ہی شوق ہے تو پھر تقلید حضرت الامام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسئلہ ایک طرف ختم ہو لینے دو۔ پھر دیگر مسائل کے سمجھنے کے بھی بندہ حاضر خدمت ہے۔ انشاء اللہ۔ حضرت قاضی صاحب بندہ نے رقعہ



سوال کیا تھا کہ ائمہ اربعہ سے کسی امام نے آپ کی اس پیش کردہ آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے مسئلہ تقلید بیان کیا ہے۔ یا مفسرین کرام سے کسی مفسر نے اس آیت کریمہ سے مسئلہ تقلید ثابت کیا ہے۔ ہاں اگر مشائخ حنفیہ کرام مقلدین سے بھی کسی نے تقلید شخصی ثابت کرنے کے لیے اس آیت کریمہ کو پیش کیا ہے تو لکھ دیں فلاں نے پیش کیا ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر دوبارہ عرض کرتا ہوں آپ خیال فرمائیں کہ کہیں آپ مَن قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ الْخَطِّمِ كِي زِدْ فِي نَهْ آجَائِيں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، اور ساتھ ہی عرض کر دوں کہ مقلد ہونے کی حیثیت میں آپ کو کیسے حق ہے کہ اپنی خواہش کے مطابق قرآن پاک سے استدلال کرتے پھریں ہاں اگر آپ کے استدلال کو مان بھی لیا جائے تو پھر بقول آپ کے آیت کریمہ کے اول حصہ میں جاہل ہے اور آخر حصہ میں عالم ہے اور بقول آپ کے جاہل تو مقلد ہوا۔ عالم پر تقلید نہ ہوئی حضرت قاضی صاحب بندہ نے آپ کو رقعہ ۱ اور ۲ پر بار بار سوال کیا ہوا ہے کہ آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد اور مجھے یقین ہو چکا ہے کہ آپ بتا بھی نہیں سکیں گے مجھے ہی بتانا پڑے گا آپ کو صرف اور صرف خطرہ تو یہ ہو رہا ہے نا۔

عالم ہونے کے باوجود اگر میں اپنے آپ کو مقلد کہوں تو بموجب اس اپنی پیش کردہ آیت کے اول حصہ میں جاہل بنا اور آیت کے آخر حصہ کا انکار اور خلاف بھی ہوا۔ اگر غیر مقلد کہوں تو پھر اپنے مسلک کے پیشے کا مکان جو بے بنیاد تقلید کے سہارے پر کھڑا ہوا ہے وہ چکنا چور ہو کر گرہوا چورستے میں نظر آ رہا ہے۔ کہوں تو کیا کہوں۔ اب تو معاملہ سانپ کے منہ میں چھپکلی والا ہے نہ اگل سکے نہ نکل۔ بہر دو جانب سے مشکل بن چکی ہے۔ حضرت قاضی صاحب آپ کی کشتی گھمن گھیری میں پھنس گئی ہے نہ آریگے نہ پار اب تو صرف اللہ تعالیٰ سے دعا ہی ہے کہ آپ کی یہ مشکل حل کرے۔ آمین تم آمین۔ حضرت قاضی صاحب دیا ننداری سے حق بات تو یہ ہے کہ میں آپ کو عالم دین متین مانتا ہوں۔ بلکہ استاذ العلماء مانتا ہوں اگر آپ اپنے کو مقلد بنا کر بموجب اس آیت کریمہ کے جو آپ کی پیش کردہ جاہلوں کی صف میں جا کر کھڑے ہو جائیں تو میرے بس کاروگ نہیں ہے۔ ایک بات آپ نے یہ لکھی ہے کہ یہ کس



انہوں نے کہا ہے کہ تمام اُمتِ محمدیہ پر ایک امام ابو حنیفہؒ کی تقلید واجب ہے  
 (جواب) ۴ ۱/۲ بروز ہفتہ بعد از نمازِ عشرِ قصبہ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ  
 میں حضرت قاضی صاحب آپ کی تقریر ہوئی۔ آپ کے بعد اسی اسٹیج پر حضرت  
 مولانا احمد سعید صاحب ملتانی کی تقریر ہوئی دورانِ تقریر کسی شخص نے ان کی خدمت  
 میں ایک رقعہ پیش کیا جس پر سوال یہ تھا کہ آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد؟ تو حضرت مولانا  
 احمد سعید صاحب نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے جواب دیا کہ جس شخص کو حضرت  
 امام ابو حنیفہؒ کی فقہ میں کوئی نکتہ غلط نظر آتا ہے وہ شخص گمراہ ہے اور جو اہل علم  
 ہو کر امام ابو حنیفہؒ کی تقلید چھوڑتا ہے اس جتنا پورے جہان میں اور کوئی گمراہ ہی نہیں  
 ہے۔ آپ اس جگہ موجود تھے۔ آپ نے سنا تھا اگر نہیں سنا تو اب تک ٹیپ موجود  
 ہے۔ جب مرضی ہو سن لیں بقول حضرت مولانا احمد سعید صاحب کے تمام اُمتِ محمدیہ  
 پر حضرت الامام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید واجب ہوئی ہے یا نہیں بقول حضرت مولانا  
 احمد سعید صاحب کے جو شخص حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید نہیں کرتا اس جتنا  
 سائے جہان میں اور کوئی گمراہ ہے ہی نہیں۔ حضرت قاضی صاحب ہمارے نزدیک تو یہ درجہ  
 صرف خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو سکتا ہے۔

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ۝ (احزاب)

آیتِ کریمہ کا لفظی ترجمہ :- اور جو شخص نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی پس  
 تحقیق گمراہ ہوا گمراہی ظاہر۔ حضرت قاضی صاحب یہ کسی امام کا درجہ نہیں ہو سکتا۔ یہ  
 حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی بہت زیادتی اور جسارت ہے۔ انہوں نے تو ماشاء اللہ  
 اُس شعر کی تصدیق کر دی ہے جو آپ حضرات کی فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

فَلَعْنَةُ رَبِّنَا أَعْدَادٍ رَمِلَ ۖ عَلَىٰ مَنْ رَدَّ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَةَ ۖ

ترجمہ - لعنت ہو ہمارے رب کی بقدر شمار ریت کے اس شخص پر کہ جو ابو حنیفہ کے

قول کو رد کرے یعنی قبول نہ کرے۔ در مختار وغیرہ۔



حضرت مولانا احمد سعید صاحب یہ کہہ سکتے تھے اگر میں حضرت الامام ابو حنیفہؒ کی تقلید چھوڑ دوں تو میرے جتنا جہان میں اور کوئی گمراہ نہیں ہے۔ سارے جہان کا ذمہ اٹھانا یہ بہت بڑی جسارت ہے جو ایک عالم دین کے شایان شان نہیں ہے یہ تھا آپ کا نمبر ۲ سوال جس کا جواب ہو چکا ہے۔ اگر آپ کی تسلی نہیں ہوئی تو آپ کے گھر کا معاملہ ہے حضرت مولانا احمد سعید صاحب ملتانی سے تبادلہ خیال کر کے پوچھ لیں پھر جو وہ کہیں گے برائے مہربانی مجھے بھی بتادیں۔ شاید کوئی نکتہ وقتوں ان سے حاصل ہو جائے۔

نمبر ۳۔ پر آپ نے لکھا ہے آپ کو کس نے بتایا ہے کہ میرے عالم ہو جانے پر مجھ پر واضح ہو گیا ہے کہ مجموعہ احادیث پر نظر کرنے سے ابو حنیفہؒ کا مذہب راجح نہیں محترم قاضی صاحب یہ آپ کے رقعہ نمبر ۱ سے پتہ چلا ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ کئی مسائل ہیں جن کا فتویٰ ہم حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول پر نہیں دیتے۔ بطور نمونہ آپ نے چار مسئلے لکھ بھی دیئے تھے اور کہا تھا کہ اس کی اور کئی مثالیں ہیں اور یہ طریق کار مشایخ حنفیہ کرام کا ابتدا سے چلا آ رہا ہے۔ یہ تو غیر مقلد متعصب جاہل ان پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ وہ کسی طرح بھی امام ابو حنیفہؒ کے قول کو نہیں چھوڑتے۔

حضرت قاضی صاحب یہ تو آپ کی تحریر سے ثابت ہو گیا ہے کہ کتنے مسائل ہیں جو آپ فتویٰ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول پر نہیں دیتے گویا کہ بعض قول ان کے چھوڑ دیتے ہیں۔

حضرت قاضی صاحب پھر حضرت امام ابو حنیفہؒ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب راجح کیسے ہوا اگر راجح ہے تو چھوڑتے کیوں ہو؟ اگر کوئی مسئلہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ جیسا کہ مقلدین کا دعویٰ ہے تو پھر چھوڑنے کی ضرورت کیوں پڑی جب حضرت الامام ابو حنیفہؒ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول چھوڑ دیتے ہو تو اس وقت آپ کی تقلید کہاں فرار اختیار کر جاتی ہے حضرت قاضی صاحب سوچ سمجھ کر قدم آگے رکھیے آپ سے مسئلہ تقلید حضرت الامام ابو حنیفہؒ رحمہ اللہ تعالیٰ سمجھنے والا اہل حدیث ہے آپ اپنے مقتدیوں میں وعظ نہیں فرماتے کہ جو مرضی ہو فرماتے



جائیں مرید اور مقتدی زندہ باد کے نعرے لگاتے جائیں۔

۱۔ پہلی بات آپ کے سمجھانے کی یہ ہے کہ آپ کی پیش کردہ آیت کریمہ بقول آپ کے جاہل مقلد ہوا۔ عالم پر تقلید نہیں۔ اگر جاہل مقلد ہے اور عالم ہو کر بھی مقلد ہی ہے تو پھر ان دونوں میں کیا فرق ہوا۔

۲۔ ساتھ ہی آپ یہ بتائیں آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد اپنے نام کی لاج رکھتے ہوئے دو ٹوک فیصلہ صادر فرمائیں کیونکہ آپ قاضی ہیں۔

۳۔ آپ سمجھائیں حضرت الامام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے یا مستحب ہے یا کچھ اور ہے۔ شرعی اصطلاحات میں کون سا درجہ رکھتی ہے؟ حضرت قاضی صاحب برائے کم آپ قرآن پاک سے کوئی ایک آیت بطور دلیل پیش کر کے سمجھائیں۔ جس سے عالی مقام حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید کا وجوب ثابت ہو جائے۔ اس لیے کہ بقول حضرت مولانا احمد سعید صاحب ملتانی کے ہم لوگ گمراہی کے گڑھے میں نہ گرے رہیں۔

آخر میں بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ آپ کے علم میں عمل میں عمر میں برکت عطا فرمائے آمین۔ ثنہ آمین۔

یہ تحریر ۱۔ میں لفاظی میں بند کر کے رجسٹری کر رہا ہوں اور اس لفاظی میں ایک اور لفاظی ڈال دیا ہے جس پر میرا پتہ لکھا ہوا ہے۔ اس لیے کہ جواب بھیجنے میں آپ کو آسانی ہو کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

۸ نومبر ۱۹۸۰ء

والسلام مع الاکرام

بندہ عاجز چراغ الدین ساکن قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ



## قاضی شمس الدین عفی اللہ عنہ

میں نے مجمع عالم میں قلعہ دیدار سنگھ میں دو باتیں کیں۔  
 ۱۔ اس آیت سے غیر عالم کے لیے عالم کی تقلید واجب ثابت ہوتی ہے  
 جو تقلید نہیں مانتے۔ وہ غیر عالم کے لیے اس آیت پر عمل کر نیکاً طریق کار بتلا دیں۔ وہ  
 نہ آپ نے بتلایا اور نہ آپ نے اپنے کسی عالم سے پوچھ کر بتلایا۔ اب پھر پوچھتا ہوں  
 کہ اس پر عمل کرنے کے لیے غیر عالم کے لیے طریق کار بتلائیں۔  
 ۲۔ میں نے یہ کہا تھا کہ غیر مقلدین مدعی ہوتے ہوئے چھپ کر سنت کا خلاف  
 میں جسے چھپ کر سنت کا خلاف کرنا ہو اور اسی میں عمر گزارنی ہو وہ غیر مقلد بن  
 جائے۔ اس کی مثال آپ کو لکھی کہ ایک لاصلوۃ کا ہر وقت ورد کرتے ہیں اور دوسرے  
 لاصلوۃ بعد صلوۃ الفجر حتی تطلع الشمس کو چھپاتے ہیں یہ سنت کی چوری نہیں تو اور کیا ہے۔  
 اب ایک مثال بھی پیش کر دیتا ہوں۔

حضرت ابن عباس نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھی اور فرمایا یہ سنت ہے  
 یہ حدیث ترمذی کی ہے اور منکر ہے اسے مشہور کرتے ہیں، اور مسلم کی حدیث جس میں  
 اسی حضرت ابن عباس نے فرمایا اَلَا قَهَاءٌ مِّنَ السَّنَةِ اس کا نام بھی نہیں لیتے  
 آپ اس کے علاوہ اور آئیں بائیں شائیں لکھ دیتے ہیں کبھی کہتے ہیں کسی مفسر نے  
 اس سے تقلید ثابت کی۔ کبھی کہتے ہیں تم نے تفسیر بالراہی کی میں نے تو آپ کے مولویوں  
 سے اس آیت پر عمل کرنے کا غیر عالم کے لیے طریق کار پوچھا۔ اگر بتا سکتے ہیں تو بتائیں کہ وہ  
 بغیر تقلید علماء کے کیسے اس پر عمل کرے گا اگر نہیں بتا سکتے تو بات ختم امام ابو حنیفہؒ کی  
 تقلید میں ساری امت کے لیے واجب ہی نہیں کہتا اگر مولوی احمد سعید کہتا ہے تو اس  
 سے پوچھیں۔

شمس الدین



## رقعہ نمبر (۵) مولانا چرخ الدین

محترم و مکرم ہجرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب مہتمم جامعہ صدیقیہ - گوبرنوالہ

السلام علیکم۔ حضرت مولانا قاضی صاحب آپ کا گرامی نامہ — 15/8/15 کو موصول ہوا۔ پڑھا تو حیران رہ گیا کہ حضرت قاضی صاحب سے سوال کیا کئے ہوئے ہیں آپ جواب کیا دے رہے ہیں جن سوالات کے جوابات کا بار بار مطالبہ کیا گیا ہے ان کا جواب لکھنے کی طرف آتے ہی نہیں۔ حضرت قاضی صاحب آپ نے سوال گندم اور جواب چنے والا حساب کر دیا ہے۔ اب تو مجھے پورا یقین ہو چکا ہے کہ میرے سوالات کے جوابات قاضی صاحب کے پاس نہیں ہیں تب ہی تو ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ میں تقلید شخصی خصوصاً تقلید حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا ثبوت قرآن و حدیث کی روشنی میں مانگ رہا ہوں۔ حضرت قاضی صاحب اس کے جواب میں لکھ رہے ہیں کہ آپ عشاء کی نماز اول وقت میں پڑھتے ہیں اور جلسہ استراحت کرتے ہیں اور نماز میں پاؤں چوڑے کر کے کھڑے ہوتے ہیں پھر فجر کی سنتوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کبھی فاتحہ خلف الہانگے لائے ہیں۔

کہیں جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا ذکر کر رہے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

محترم قاضی صاحب ان مسائل کو تقلید شخصی کے جواب دینے کیساتھ کیا نسبت ہے۔ محترم آپ خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر دیانتداری سے بتائیں کہ یہ تقلید شخصی کا جواب ہے یا صرف کاغذ کالے کر نیوالی بات ہے یا راہ فرار اختیار کر نیوالی بات ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ کو عالم ہونے کے باوجود ہو کیا گیا ہے۔ جب آپ کا مذہب اس تقلید کے بل بوتے پر قائم ہے تو پھر اس کے دلائل قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیوں نہیں کرتے۔ اور آپ اصل موضوع کو چھوڑ کر جن مسائل کی طرف میرا رجوع کرانا چاہتے ہیں۔ میں نے آگے بھی رقعہ نمبر ۴ پر لکھا ہے یہ تقلید شخصی کا مسئلہ ختم ہونے دو پھر جس مسئلے کے آپ کو اپنے دلائل قوی معلوم ہوتے ہونگے۔ وہ ہی میری



طرف لکھ دینا۔ بندہ عاجز سمجھنے کے لیے خدمت حاضر ہے۔ انشاء اللہ بشرط زندگی  
حضرت قاضی صاحب آپ نے پھر وہی رٹ لگانی شروع کر دی ہے کہ اس  
آیت سے جاہل پر عالم کی تقلید واجب ثابت ہوتی ہے۔ حضرت قاضی صاحب آپ  
کی پیش کردہ آیت یہ ہے۔

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لِنَاسٍ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالَمُونَ

جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے

اور یہ مثالیں ہیں کہ بیان کرتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور نہیں سمجھتے ان کو مگر

علم والے۔

حضرت قاضی صاحب اب آپ بتائیں کہ آیت کریمہ میں کس لفظ کے یہ معنی ہیں کہ جاہل  
لوگ علم والے سے جا کر سمجھیں اور کس لفظ کے یہ معنی ہیں جس سے تقلید کا وجوب ثابت ہوتا  
ہے اور کس لفظ کے یہ معنی ہیں کہ علم والے کی تقلید واجب ہو جاتی ہے۔ آخر دنیا میں لغت  
کی کتابیں موجود ہیں مفقود نہیں آپ لغت کی کوئی کتاب اٹھا کر اوراق الٹ کر اچھی طرح  
سے دیکھ لیں۔ جس سے وَمَا يَعْقِلُهَا کے معنی تقلید کے نکل آئیں یا وجوب کے نکل  
آئیں۔ تو آپ منہ مانگا انعام حاصل کریں۔ حضرت قاضی صاحب میں آپ کو مشورہ دیتا  
ہوں کہ آپ سوچ سمجھ کر آگے قدم رکھئے۔ مقلدین سامعین میں آپ دغظ نہیں فرما ہے  
کہ آپ کی جو مرضی ہو کہتے جائیں۔ اور وہ نعرے لگاتے جائیں یہ ایک الجھدیش کے ساتھ  
آپ کا تیا دلہ خیال چل رہا ہے۔ آپ نے قبل اس کے اپنے رقعوں میں چار مرتبہ اس آیت  
کریمہ کو تقلید شخصی کے وجوب کو ثابت کرنے کے لئے نص قرآنی قرار دیا ہے۔

حضرت قاضی صاحب اس آیت کریمہ کو نازل ہوئے چودہ سو سال ہو چکے ہیں  
کیا جس پاک ہستی پر اس آیت کریمہ کا نزول ہوا۔ اس پاک ہستی نے اپنے صحابہ کرام  
کو یہ معنی سمجھائے تھے کہ یہ آیت تقلید شخصی کے بارہ میں ہے یا صحابہ کرام نے اس کے  
یہ معنی سمجھ کر کسی کی تقلید کی ہے یا کرنے کا حکم دیا ہے۔ یا پھر اس کے بعد آئمہ اربعہ  
سے کسی امام نے اس آیت کے یہ معنی سمجھ کر کسی کی تقلید کی ہے یا کرنے کا حکم دیا ہے



ثابت کریں بلکہ وہ تو یہی کہتے ہے لَا تَقْلُدُونِي لَا تَقْلُدُونِي یا پھر اس کے بعد  
مشائخ حنفیہ کرام سے کسی بزرگ نے مسئلہ تقلید ثابت کرتے ہوئے اس آیت کریمہ کو  
نص قرآنی سمجھ کر تقلید شخصی کے لیے پیش کیا ہے۔ اگر کیا ہے تو ثابت کریں۔ اگر جواب  
نفی میں ہے تو پھر آپ کی جرات کی داد دینی چاہیے کہ تفسیر بالرائے کر کے دلیر بنے بیٹھے  
ہیں۔

آپ نے رقعہ نمبر ۴ پر مجھے مشورہ دیا ہے کہ آپ کسی عالم سے پوچھ کر بتادیں۔ حضرت  
قاضی صاحب اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں آپ کے مشورے پر عمل کروں گا۔ آپ کی ہمدردی

کا شکریہ۔ حضرت قاضی صاحب (سینے) جس گھمن گھیری میں آپ کی کشتی بھنس گئی  
ہے اس نازک وقت میں آپ کو بھی دیوبند کے ہتھم حضرت مولانا قاری طیب صاحب  
مدظلہ العالی کے مشورے کی ضرورت ہے ادھر رجوع کریں شاید ان کی مدد سے آپ  
کی کانپٹی ہونی کشتی کناٹے لگ جائے۔

حضرت قاضی صاحب میں نے رقعہ نمبر ۲ لکھا ہے آپ کی خدمت میں عرض  
کیا ہوا ہے کہ آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد دو ٹوک فیصلہ صادر فرمائیں۔  
آپ ٹس سے مس نہیں ہوئے آج تک اپنا موقف نہیں بتا کے برائے مہربانی  
کچھ تو فرمادیں مجھے پتہ لگے کہ آپ کس سٹیج سے بولیں گے۔  
حضرت قاضی صاحب۔

۱۔ پہلی بات آپ کے سمجھانے کی یہ ہے کہ آپ کی پیش کردہ آیت بقول آپ  
کے جاہل مقلد ہوا اور عالم پر تقلید نہیں۔ اگر جاہل بھی مقلد ہے اور عالم بھی مقلد ہی ہے  
تو پھر ان دونوں میں فرق کیا ہوا۔

۲۔ آپ سمجھائیں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید فرض ہے یا واجب  
ہے یا سنت ہے یا مستحب ہے یا کچھ اور ہے۔ شرعی اصطلاحات میں کونسا درجہ کہتی ہے

۳۔ حضرت قاضی صاحب برائے مہربانی آپ قرآن پاک سے کوئی ایک  
آیت یا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایک حدیث بطور دلیل



پیش کر کے سمجھائیں جس سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کا وجوب ثابت ہو جائے تاکہ بندہ غور و فکر کر کے سمجھ لے تو بات ختم ہو۔ آخر میں بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں عمل میں برکت عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ یہ تحریر نمبر ۵ میں لفاظہ میں بند کی کہ ربطری کر رہا ہوں اور اس لفاظہ میں ایک اور لفاظہ ڈال دیا ہے جس پر میرا پتہ لکھا ہوا ہے۔ اس لیے کہ جواب بھیجنے میں آپ کو کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

---

والسلام مع الاکرام  
بندہ عاجز پرافدین بقلم خود ساکن قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ

---



## (رقم نمبر ۵) قاضی شمس الدین

مہتمم: مدرسہ جامعہ صدیقیہ مجاہد پورہ گوجرانوالہ

محترم السلام علیکم

میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ لوگ حق کے طالب نہیں۔ اس آیت کے متعلق میں نے عمل کرنے والے غیر عالم کے لیے تین ثقیس پیش کیں۔

۱۔ غیر مکلف ہو

۲۔ خود سمجھ کر عمل کرے۔

۳۔ علما کی تقلید میں

میں نے عرض کیا تھا کہ میں تیسری شق لیتا ہوں۔ آپ یا کوئی چوتھی شق بتلا دیں یا یہ بتلا دیں کہ ان میں سے کون سی شق لیتے ہیں اس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جواب نہ ہوتے ہوئے آپ بصد ہیں تو میں اسے توضیح اوقات سمجھتا ہوں۔

۱۔ آپ نے پوچھا کہ امام ابو حنیفہ کی تقلید شخصی کا وجوب ثابت کرو، میں ساری امت محمدی کے لئے ابو حنیفہ کی تقلید واجب ہی نہیں سمجھتا ثابت کیا کروں۔ کوئی امام مالک کی تقلید کرے گا۔ کوئی امام شافعی کی جب قرآن کریم کے اس ارشاد کو نہیں چھوڑنا۔ کوئی راستہ اختیار کریں گے۔

۲۔ آپ نے کہا اب تم عالم ہو گئے ہو تم پر ابو حنیفہ کی تقلید ضروری نہ رہی میں نے عرض کیا کہ عالم ہونے کے بعد جب یہ مزید واضح ہو گیا کہ قرآن و حدیث کے لحاظ سے ابو حنیفہ کا مذہب راجح ہے تو اسے کیسے چھوڑ دوں۔

۳۔ دوسری بات میں نے یہ عرض کی تھی کہ جس آدمی نے ساری عمر سنتہ النبویہ کی خلاف چھپ کر گزارنی ہو اور حدیث کا چور بنا ہو تو موجودہ زمانے کا اہل حدیث بن جائے۔



نمبر ۱۔ عشر کی نماز اول وقت میں پڑھنا۔  
 نمبر ۲۔ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ایک جنازہ میں آپ سے سورۃ فاتحہ ثابت نہیں۔ دوسری دعائیں جو آپ نے پڑھی ہیں۔ بالتفصیل لکھی ہوئی ہیں  
 نمبر ۳۔ ایک لا صلوة کو دنیا میں مشہور کرنا اور دوسری لا صلوة بعد صلوة الفجر

۱۔ عشا کی نماز تاخیر سے پڑھنا سنت ہے اور اہل حدیث کا معمول بھی یہی ہے۔ مگر قاضی صاحب کی حقیقت سے آنکھیں بند کر لینا فطرت بن چکی ہے لہذا انہیں ہمارے تاخیر بھی جلدی کی صورت نظر آ رہی ہے حالانکہ ہمارے نماز عشر تک قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے ہوتے ہیں مشاہدہ کیا جائے۔

۲۔ قاضی صاحب جھوٹے دعوؤں کے لیے مشہور ہیں چنانچہ یہ بھی محض جھوٹا بہتان ہے سنئے! سورۃ فاتحہ جنازہ میں سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(الف) عن جابر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یكبر علی جنازنا ربعاً و یقر بفاتحة الكتاب فی التكبیرة الأولى (امام شافعی)

(ب) عن طلحة بن عبد اللہ بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس علی جنازة

نقر بفاتحة الكتاب فقال لتعلموا انها سنتہ (رواہ البخاری)

(ترجمہ الف) جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنازوں پر چار تکبیریں کہتے اور پہلی میں سورۃ فاتحہ پڑھتے۔ ب حضرت طلحہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے میں نے نماز جنازہ ادا کی آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور بعد میں فرمایا! سب جان لو کہ جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے

ان روایات کو امام شافعی۔ امام بخاری۔ امام احمد۔ امام نسائی۔ امام ابن فریمہ نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے

ابن ماجہ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ کا جنازہ میں پڑھنے کا حکم دیا ہے الفاظ ملاحظہ ہوں  
 امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نقر علی الجنازة بفاتحة الكتاب

کہو قاضی صاحب حدیث چور کون ہوا اہل حدیث یا دیو نہیں اہل حدیث نے متعدد حدیثیں پیش کر دیں



حتیٰ تطلع الشمس کو چھپا کر رکھنا۔

نمبر ۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قب میں جمعہ نہیں پڑھا اور ان کا چھوٹی بستیوں میں جمعہ پڑھنا۔

نمبر ۵۔ ایک واقع بھی ایسا نہیں ملتا کہ کسی شخص نے تین طلاقیں دی ہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ایک بنایا ہو۔

نمبر ۶۔ ان حضرات کا حافظ ابن تیمیہ اور ابن قیم کی تقلید میں ایک بنانا۔

آپ منہج کی ایک حدیث کی کوئی روایت پیش کریں ورنہ اعتراف کریں کہ حنفی حدیث چور اور حدیث دشمن ہیں (جواب آن غزل) (اور یہی ہی حقیقت ہے)

مسئلہ فجر کی فرض نماز کے بعد فوراً دو رکعت کی ادائیگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر یہی سنت ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ۔ ابوداؤد اور ترمذی میں مرقوم ہے کہ ایک آدمی نے فجر کی نماز کے بعد سنتیں ادا کیں تو حضور نے فرمایا کہ صبح کے فرض تو دو رکعت ہیں (یہ دو رکعت کیا تھے) تو اس آدمی نے کہا کہ میں پہلے والی دو رکعت نہیں پڑھ سکا تھا۔ وہ پڑھی ہیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ الفاظ ملاحظہ ہوں۔

فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس حدیث کے الفاظ یوں بھی منقول ہیں

فلم ينكر عليه (ابن جان) یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند نہیں فرمایا۔

حق یہ ہے کہ ہر صاحب علم و دیانت جانتا ہے کہ ممنوع وقت فجر کی نماز کے بعد شروع نہیں ہوتا بلکہ طلوع فجر سے شروع ہو جاتا ہے یہ سنتیں فرضوں سے قبل ادا ہوں یا بعد میں ممنوع وقت میں ادا ہوتی ہیں اگر پہلے ادائیگی جائز ہو تو بعد میں کیوں ناجائز ہوگی۔ مفہم

م۔ قاضی صاحب فقہ قیاس و من گھڑت سے جو دماغ ماؤف ہو چکے ہوں۔ حدیث مبارک

کی خوشبو سے وہ قاصر رہیں گے کیوں کون حدیث چور ٹھہرا (جواب آن غزل)

مسئلہ دیہات میں جمعہ کا تاریخہ مابین اہل حدیث و اخاف بہت پرانا ہے۔ احادیث

کے علاوہ اب تو خود زمانے بھی اپنا فیصلہ صادر فرمادیا ہے کہ ہر گاؤں میں اخاف کا جمعہ چل رہا



نمبر ۷۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ جو چہری نماز میں امام کے پیچھے پڑھے  
کمثل الحمار یحمل اسفاراً اس کی پروا نہ کرنا۔

نمبر ۸۔ حضرت امیر عمر کی تقلید میں بیس تراویح نہ پڑھنا۔  
نمبر ۹۔ اور حضرت خالد کی تقلید میں گوہ کھالینا۔

ہے۔ مگر اس قاضی خاندان کو احادیث دشمنی میں زمانہ کا طرز عمل بھی نظر نہیں آ رہا پہلے بہرگاہ  
سے حنفی جمعے بند کرنا بعد میں ہم سے دلائل سن لینا۔ ناظرین آپ کی تشفی کے لیے احادیث نقل  
کرتے ہیں ۱۔ طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا الجمد حق واجب  
علی کل مسلم فی جماعتہ الا علی اربعۃ مملوک وامرأۃ وصبی ومرضی رولہ ابو داؤد  
ترمذی۔ جمعہ ہر مسلمان پر فرض ہے سولے چار افراد کے۔ غلام۔ عورت۔ بچہ۔ اور بیمار۔ اس نجوم میں  
دیہات اور شہر سب برابر ہیں اگر مستثنیٰ ہیں تو فقط چارہ فرد۔ قاضی صاحب نے دیہات کسی دلیل کی  
بنا پر فرضیت سے خارج کئے ہیں۔ بیان فرمائیں ورنہ ہم کہیں گے کہ .....  
۵۔ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں ایک ہی واقع ہوتی ہیں مسلم شریف میں حضرت  
ابن عباسؓ سے مروی ہے کان الطلاق علی عہد رسول اللہ وابی بکر و سنتین من  
خلافتہ عمر الطلاق الثلاث واحدہ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابو بکر صدیقؓ  
کا پورا زمانہ اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دو سال یہی شرعی قانون تھا کہ تین بیک وقت دی گئی طلاقیں  
کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا۔ قاضی صاحب شرعی قانون ابدی ہوتا ہے۔ کیا حضرت عمرؓ اس بدل  
دینے کے مجاز ہیں۔ ہاں وقتی ضرورت کے پیش نظر وقتی طور پر ساتھ تعزیر بھی لگائی جاسکتی  
ہے۔ جو عہد حضرت عمرؓ کے اختتام کے ساتھ ہی ختم ہو گئی اور قانون باقی رہ گیا۔ حتیٰ یہ ہے کہ آپ کو عصیت  
جاہل نے اندھا کر دیا ہے ورنہ اس خبریت کہ معلوم عوام است۔ ۶۔ ۷۔ انکھرف آغاز میں  
تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔



نمبر ۱۔ تیرہ ذی الحجہ کے اضحیہ (قربانی) کو شائع کرنا کیا کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ کو قربانی کی ہے

نمبر ۱۱۔ نماز میں صف باندھتے وقت پیر چوڑے کرنا جس سے کندھے دور

۹۔ قاضی صاحب کی حدیث دشمنی اب واضح ہو گئی ہے حضور علیہ السلام کے بالکل سامنے دیکھتے ہوئے حضرت خالدؓ کے ایک فعل کو جو رسول اللہ کی بھی عین رضاعتی کو صرف حضرت خالدؓ کی تقلید کہتا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق نہیں تو کیا ہے۔ کیا قاضی صاحب اس سے غافل ہیں کہ حضرت خالدؓ بن ولید کا یہ عمل شرعی جواز اور تقریبی سنت کا درجہ رکھتا ہے پھر اس پر دوسروں کو مطعون کرنے کا مطلب کیا ہو سکتا ہے بجز حدیث دشمنی یا کوہانہ نظری کے۔ حضرت نے خود نہیں کھائی لہذا جائز کہتے ہوئے ہم خود بھی کب کھاتے ہیں۔ وہ چیز جو حضرت خالدؓ نے حضور علیہ السلام کے سامنے کھائی اگر کوئی کھانا چاہے تو جائز ہے مگر قاضی صاحب کو کہاں درد محسوس ہوتا ہے۔

۱۰۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے تیرہ کو کبھی قربانی نہیں کی لہذا تیرہ تاہیخ ذی الحجہ کو قربانی کرنا ناجائز قرار پایا۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سے گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو قربانی کرنا ناجائز ہے تو حدیث نقل کریں ورنہ بقول آپ کے گیارہ اور بارہ کو بھی قربانی ناجائز ٹھہرے گی۔

سے لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

تیرہ ذی الحجہ کی قربانی کے دلائل تو بہت ہیں مگر مقلد کو نظر نہیں آتے۔ (۱) سنہ! کل ایام التشریق ذی الحجہ یعنی ایام تشریق (۱۰ تا ۱۳) قربانی کے دن ہیں۔ ۲۔ حضرت جابرؓ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل فرماتے ہیں۔ منیٰ کا ہر صحنہ حروف وافی رحا حکم (مسلم شریف) ترجمہ۔ تمام منیٰ قربان گاہ ہے لہذا اپنی قیام گاہوں پر بھی قربانی کر سکتے ہو۔ اس حدیث سے ثبوت ہوا تمام منیٰ اگر



ہو جاتے ہیں (مشاہدہ کر لیں)

یہ ہے مختصر سا بیان ورنہ آگے چلیں تو یہی نظر آئے گا۔

قیاس کن زگستان من بہار مرا

شمس الدین عفی عنہ

قربان گاہ ہے تو تمام ایام منیٰ بھی قربانی ہو سکتی ہے باقتضای النص ورنہ تیرہ تاریخ کا استثناء ثابت کرو۔ اگر ثابت نہیں کر سکتے تو اعتراف کرو کہ ..... (جواب آن غزل)۔

۱۔ قاضی صاحب کو شکایت ہے کہ اہل حدیث نماز میں پاؤں چوڑے کرتے ہیں۔ قاضی صاحب ایسا نہیں ہے بلکہ اہل حدیث تو حدیث چوروں کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوتے ہیں سنت چور جب سنت نبوی سے انحراف کرتے ہیں پاؤں اکھٹے کرتے جلتے ہیں تو اہل حدیث پاؤں ملانے کی غرض سے تعاقب کرتے ہیں تو آپ کو پاؤں چوڑے نظر آنے لگے مگر دوسری طرف حدیث چوروں سے تو کبھی ارشاد نہیں فرمایا کہ تم بھی باہمی طور پر پاؤں ملا کر کھڑے ہوا کرو کہ پاؤں ملانا سنت مصطفیٰ ہے الفاظ ملاحظہ ہو

وصواصفو فکم وقاب لہوا بینہا وحاذوا بالاعناق۔ الوداؤد۔ نسائی۔ ابن حبان

ترجمہ۔ صفوں میں ایک دوسرے سے بالکل مل جاؤ ہر ممکن حد تک اور گردنیں بالکل برابر، وصوا کا معنی بنیان مرصوص (سیمنٹڈ دیوار) سے صاف سمجھ آ سکتا ہے کہ مرصوص اور وصوا کا مادہ ایک ہی ہے۔ جس طرح ایسی دیوار ممکن حد تک باہمی طور پر مل جاتی ہے ایسے ہی نازکی صف ہونی چاہیے

اسی ہے قاضی صاحب جو کوشش حقیقت مذہبی میں دوسروں پر کھینچ پھیلانے سے پرہیز کریں گے ورنہ سبھی لوگ منہ میں زبان رکھتے ہیں۔



## مولانا چراغ الدین صاحب قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محترم و مکرم حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب مدہ طلبہ العالی مہتمم صدر مدرس جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ، السلام علیکم۔ حضرت قاضی صاحب آپ کا گرامی نامہ ۱۶/۱۲ کو موصول ہوا ہے اس مرتبہ تو خیال آ رہا تھا کہ شاید قاضی صاحب خاموش ہو گئے ہیں کیونکہ آگے تو ہفتہ عشرہ تک بمشکل جواب آ جایا کرتا تھا اس مرتبہ تو پورا ایک ماہ گزر چکا ہے جواب نہیں آیا پھر یہ بھی خیال آتا تھا کہ بندہ نے رقعہ نمبر ۵ پر قاضی صاحب کو ایک مشورہ بھی دیا ہوا ہے کہ آپ کو جامعہ دیوبند کے مہتمم صدر مدرس قاری محمد طیب صاحب مدہ طلبہ العالی کے مشورے کی ضرورت ہے۔ شاید دیوبند سے رابطہ قائم کر بیٹھے ہوں اس لیے دیر ہو گئی ہے۔ کوئی بات نہیں۔ قاضی صاحب ایسا ہو ہی جایا کرتا ہے۔

ہاں جب رقعہ پڑھا تو اپنے سوالات کے جوابات نہ پا کر از حد افسوس ہوا۔ یہ تو قاضی صاحب پہلی ہی رٹ لگائے بیٹھے ہیں اس میں تو حضرت مولانا قاری طیب صاحب کا کوئی مشورہ نہیں یہ تو حضرت قاضی صاحب نے پورا ایک ماہ سوچ و فکر میں گزار دیا ہے کہ دلائل تو اس مذکورہ مسئلے کے میرے پاس ہے نہیں اب لکھوں تو کیا لکھوں اس لیے وہی پہلی رٹ لگانی شروع کر دی ہے۔ ہاں جی بھمد اللہ کچھ آگے سے اضافہ بھی ہوا ہے۔ وہ یہ کہ ایک وقت میں تین طلاق دی ہوئی ایک ہی سمجھنا سٹ پھوٹی بستیوں میں جمعہ پڑھنا جائز قرار دینا سٹ۔ ۱۳ ذوالحجہ کو قربانی دینا جائز سمجھنا سٹ۔ حضرت امیر عمر کی تقلید میں بس کعت تراویح نہ پڑھنا سٹ نماز میں صف باندھتے وقت پیر چوڑے کرنا سٹ۔ عشاء کی نماز اول وقت پڑھنا سٹ حضرت خالد کی تقلید میں گھوکھالینا سٹ۔ فجر کی سنتوں کی طرف اشارہ سٹ کہیں فاتحہ خلف اللہ کا ذکر۔ وغیرہ وغیرہ۔



حضرت قاضی صاحب نے ابھی گیارہ مسکوں کی طرف توجہ دلائی ہے ممکن ہے کہ اگلی تحریر میں کچھ اور ہی اضافہ ہوگا۔ حضرت قاضی صاحب یہ تقلید شخصی کے وجوب کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ ماشاء اللہ محترم حضرت قاضی صاحب! بندہ نے رقعہ ۵ پر بھی آپ کو خدا کا خوف دلاتے ہوئے کہا تھا کہ آپ خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر ایمان داری سے بتائیں کہ یہ تقلید شخصی کے وجوب ثابت کرنے کا جواب ہے ان مذکورہ مسائل کو تقلید شخصی سے کیا نسبت ہے قاضی صاحب ان مسائل کو تقلید شخصی سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اگر آپ کی سمجھ میں بات نہیں آتی تو پھر آپ دواہل علم کا انتخاب کر لیں جو ایک عالم آپ کی جماعت سے ہو اور دوسرا ہمارے جماعت سے ہو۔ ان دونوں علماء دین کے سامنے یہ تحریریں رقعے رکھ دیتے ہیں۔ وہ پڑھ کر جو فیصلہ دیں گے کہ یہ گیارہ عدد مسائل تقلید شخصی کے وجوب کا ثبوت ہیں یا نہیں ان کا فیصلہ فریقین کو منظور کر لینا چاہیے۔

حضرت قاضی صاحب! میں تو آج تک آپ کو چوٹی کے عالموں میں شمار کرتا رہا ہوں۔ آپ نے تو تقلید شخصی کو بچوں والا کھیل بنا دیا ہے۔ میں آپ سے تقلید شخصی خصوصاً حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کے وجوب کا ثبوت مانگ رہا ہوں آپ جواب میں یہ مسئلے لکھ رہے ہیں۔

اگے رقعہ نمبر ۴ پر رقعہ نمبر ۵ پر اور اس رقعہ نمبر ۶ پر لکھ رہا ہوں کہ جب یہ مسئلہ تقلید شخصی کا ختم ہوگا تو پھر میں آپ کو خود دعوت دوں گا کہ آؤ جس مسئلے کا آپ بہت زیادہ شوق رکھتے ہیں اور اس کے قوی دلائل سمجھتے ہیں اس پر تحریریں گفتگو کر لو۔ انشاء اللہ محترم قاضی صاحب! یہ دعوت کہیں آپ حلوائے گوشت اور پلاؤ کھیر مرغی کی نہ سمجھ لیں اس میں دلائل کی ضرورت ہے۔ دلائل نہ ہوں تو پھر رسوائی ہوتی ہے۔ جیسے اب دلائل نہ ہونے کی وجہ سے آپ کی حالت اس وقت قابلِ رحم ہو چکی ہے۔



۱۔ حضرت قاضی صاحب آپ کی پیش کردہ آیت کریمہ کا جواب تو میں رقعہ نمبر ۵ پر مفصل طور پر دے چکا ہوں بار بار اس کو دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ہوں۔ صبح اٹھ کر ہر روز ایک مرتبہ مطالعہ کر لیا کریں آپ کو تسکین ہوتی رہے گی۔ انشاء اللہ

۲۔ حضرت قاضی صاحب آپ نے فرمایا ہے کہ میں ساری امت محمدیہ کے لیے ابو حنیفہؒ کی تقلید واجب نہیں سمجھتا۔ جواب: حضرت قاضی صاحب جتنی امت کے لیے آپ واجب سمجھتے ہیں اس کا وجوب ثابت کرنا تو آپ کے ذمہ ہے ناں بطور دلیل قرآن پاک سے کوئی ایک آیت کریمہ یا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث پیش کریں جس سے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کا وجوب ثابت ہو جائے۔ اگرچہ امت کے کچھ حصہ کے لیے ہو تو بات ختم ہو جائے

۳۔ قاضی صاحب آپ فرماتے ہیں کہ مجھے عالم ہونے کے بعد جب مزید واضح ہو گیا کہ قرآن و حدیث کے لحاظ سے ابو حنیفہؒ کا مذہب راجح ہے تو اسے کیوں کر چھوڑ دوں۔

نیچے قاضی صاحب رقعہ نمبر ۲ پر آپ نے چار مسئلے لکھ کر فرمایا ہے کہ ان مسائل میں ہم فتوے ابو حنیفہؒ کے قول پر نہیں دیتے اور آگے فرمایا اور بھی کتنی مثالیں ہیں کہ ہم فتوے امام ابو حنیفہؒ کے قول پر نہیں دیتے۔ یعنی قول کو چھوڑ دیتے ہیں اور رقعہ نمبر ۵ پر لکھ دیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے قول کو کیسے چھوڑ دوں۔ آپ کی تحریر میں یہ جو تضاد ہے اس کا حل بھی آپ کے ذمہ ہے۔ سو توجہ لو اور ایک بات دیکھو۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول کو چھوڑتے ہو یا نہیں چھوڑتے ہو۔ پھر اس کا جواب میرے ذمہ ہے۔

۴۔ آپ نے فرمایا ہے جس آدمی نے ساری عمر سنت النبوی کے خلاف چھپ کر گزارنی ہو اور حدیث کا چور بننا ہو تو موجودہ زمانے کا اہل حدیث بن جائے اور رقعہ ۱ پر بھی آپ نے لکھا ہوا ہے غیر مقلد متعصب اور جاہل ہے



پھر آگے لکھا ہے آپ یقین جانیں کہ جس آدمی نے ساری عمر سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی میں چھپ کر بسر کرنی ہو وہ موجودہ زمانے کا غیر مقلد بن جائے حضرت قاضی صاحب بندہ نے رقعہ نمبر ۳ پر بھی آپ کو سمجھایا تھا کہ ایسی باتوں سے مسئلے حل نہیں ہوا کرتے اور نہ کوئی ایسی باتوں سے دین کی خدمت ہوتی ہے یہ دلیل کی بھڑاس نکالنے والی باتیں ہیں ان کا حاصل نتیجہ کچھ بھی نہیں ہوا کرتا۔ بندہ تو ایسی باتوں کا الزامی جواب بھی آپ کو دینے کو تیار نہیں ہے۔ میں نے تو مسئلہ تقلید شخصی سمجھنے کے لئے آپ کو عالم دین سمجھ کر جو ع کیا تھا ہاں اگر کوئی اور شخص آپ کو کہے کہ جس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کرنی ہو اور قرآن و حدیث کی خلاف ورزی کرنی ہو بلکہ بالمقابل اسکے فقہ حنفیہ کو اپنانا ہو تو وہ موجودہ زمانے کا دیوبندی حنفی بن جائے۔ تو آپ اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔

لیکن میں جس طرح آپ کی ایسی باتوں کو فضول سمجھتا ہوں اسی طرح اس کہنے والے کی بات کو بھی فضول ہی سمجھوں گا کیونکہ ایسی باتوں سے سوائے فساد کے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا کرتا۔ میں پھر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں ایسی باتوں سے پرہیز کریں (کیا نصیحت کا آئیگی؟)

محترم حضرت قاضی صاحب مجھے تو یقین ہو چکا ہے کہ آپ کے پاس قرآن و حدیث کی روشنی میں تقلید شخصی خصوصاً حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کا جو بجا ثابت کرنے کے لئے دلائل نہیں ہیں اب کاغذ سیاہ کرنے کا کیا فائدہ ہوگا۔ آگے آپ کی مرضی ہے جس طرح مناسب سمجھیں چلتے چلیں آپ ہی نقصان میں رہینگے۔  
(النشار اللہ)

حضرت قاضی صاحب میں نے رقعہ نمبر ۲ نمبر ۳ نمبر ۴ پر آپ کی خدمت میں عرض کیا ہوا ہے کہ آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد آپ نے کوئی پہلو اختیار نہیں کیا۔ اب رقعہ نمبر ۶ پر پوچھتا ہوں آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد، دو ٹوک فیصلہ صادر فرمائیں



آپ کی مہربانی ہوگی۔

۱۔ حضرت قاضی صاحب پہلی بات آپ کے سمجھانے کی یہ ہے کہ آپ کی پیش کردہ آیت کریمہ بقول آپ کے جاہل پر تقلید واجب ہوئی عالم پر تقلید نہیں۔ اگر عالم بھی اپنے آپ کو مقلد ہی سمجھے تو پھر جاہل اور عالم میں فرق کیا ہوا بندہ نے ہر دفعہ پر یہ سوال لکھا ہے آج تک آپ جو اب نہیں دے سکے۔ امید والٹق ہے کہ دے بھی نہیں سکو گے۔ (تانیامست)

۲۔ آپ فرمائیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ کی تقلید فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے یا مستحب ہے یا کچھ اور ہے۔ شرعی اصطلاحات میں کون سا درجہ کہتی ہے اس بات کا آج تک جواب نہیں دے سکے معلوم نہیں اس میں بھی کیا مشکل ہے

۳۔ حضرت قاضی صاحب برائے کرم آپ قرآن پاک سے کوئی ایک آیت کریمہ یا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایک حدیث بطور دلیل پیش کر کے سمجھائیں جس سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کا وجوب ثابت ہو جائے۔ تو بات ختم ہو۔

محترم حضرت قاضی صاحب اگر ان سوالات کے جوابات آپ کے پاس ہیں تو لکھ دیں اگر نہیں تو اقرار کر لیں پھر کاغذ سیاہ کرنے کا کیا فائدہ ہے پھر ان گیارہ مسئلوں میں جس کا آپ شوق رکھتے ہیں اور دلائل قوی سمجھتے ہیں شروع کر دیں بندہ عاجز حاضر خدمت ہے انشاء اللہ۔

آخر میں بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے علم میں عمل میں عمر میں بہت زیادہ برکت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

یہ تحریر نمبر ۶ میں لفافہ میں بند کر کے رجسٹری کر رہا ہوں اور اس لفافہ میں ایک اور لفافہ ڈال دیا ہے جس پر میرا پتہ لکھا ہوا ہے اس لیے کہ آپ کو جواب بھیجنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ والسلام مع الاکرام۔ بندہ عاجز چراغ الدین ساکن قلعہ دیدارنگہ ضلع گوجرانوالہ



(رقعہ نمبر ۶)

از قاضی شمس الدین مہتمم صدر مدرس جامعہ صدیقیہ گوبرنالاہ

محترم السلام علیکم! نواز شامہ بلا جو آیت وجوب تقلید کے متعلق اختر نے پیش کی اور عرض کیا کہ اس میں تین مشقیں بنتی ہیں آپ بتائیں کہ ان میں سے آپ کون سی شق اختیار کرتے ہیں یا کوئی چوتھی شق نکالیں۔ تین مہینہ گزرنے کے باوجود آپ نے اس کا جواب نہیں دیا اور ایک لاصلوٰۃ کو آپ سائے ملک میں مشہور کرتے ہیں اور دوسرے لاصلوٰۃ کا نام نہیں لیتے اس کا جواب بھی نہیں دیا لیکن بہتر تھا کہ خط و کتابت دائرہ تہذیب میں رہتی مگر اب آپ نے اپنے اخلاق کے مطابق چونکہ دائرہ تہذیب سے باہر نکلنا شروع کر دیا۔ اور کبیر۔ حلوی۔ گوشت اور رسوائی جیسے الفاظ لکھنا شروع کر دیئے اس لیے اب خط و کتابت کرنا مناسب نہیں۔ اب یہی مناسب ہے کہ اس پر کھلا مناظرہ قلم و قریب سینگھ میں برسر عام مجلس عام میں کیا جائے۔ میں کبھی قلم و دستوں کو آپ کی خط و کتابت بھی دکھاؤں گا۔

والسلام

قاضی شمس الدین

چونکہ تقلید قاضی صاحب کی کمزوری بن چکی ہے لہذا اس غیر متعلق آیت کو بار بار لکھ کر اس بے بنیاد مسئلہ میں حقیقت کی تہی دستی کے علاوہ اپنی علمی شہرت کو بھی داغدار کر رہے ہیں۔ قاضی صاحب یہ آیت احکام کے لئے نہ نازل ہوئی ہے نہ آپ کے متعین کردہ مفہوم کی متحمل ہے۔ سورۃ منکبوت پارہ ۲۱ بالکل اختتام پر یہ آیت عقائد و نظریہ توحید کے بیان کے لئے نازل ہوئی ہے عبادات میں تفریعات و قیاسات اور آراء مجتہدین جو تقلید کا موضوع ہیں اسے اس آیت کا قطعاً تعلق نہیں یہی وجہ ہے کہ احکام القرآن (جصاص) حنفی میں اس آیت کو سرے سے نقل ہی نہیں کیا گیا اور نہ احکام القرآن (ابن العربی مالکی) میں اس آیت سے تعرض کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اس آیت سے پہلے اللہ رب لعزت حضرت ابراہیمؑ حضرت لوطؑ اور حضرت موسیٰؑ کی قوموں پر عذاب کا ذکر فرمایا ہے۔ نیز شرک کی کمزوری کو مکڑی کے گھر سے تشبیہ دینے کے بعد اس آیت کا ذکر کیا ہے جو قاضی صاحب بار بار لکھ کر تحریف فی القرآن کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ بتائیے آپ کی تین مشقیں کہاں اور کیسے بنتی ہیں عمل کیا ہوگا؟ کون لوگ کریں گے؟ قاضی صاحب کیا کر دانا چاہتے ہیں؟ یہاں عقیدہ کی بات ہے نہ کہ عمل کی! — کہ عالم بتائیں اور جاہل عمل کریں حتیٰ کہ عقائد میں احناف کے نزدیک بھی تقلید عرا ہے۔ کاش قاضی صاحب کی فطرت تقلید نے مسخ نہ کی ہو!



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(رقعہ نمبر ۷)

از۔ مولانا چرچ این۔ ساکن قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ

محترم و مکرم حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب مدظلہ العالی مہتمم صدر مدرس جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ۔ السلام علیکم کے بعد گزارش ہے کہ آپ کا نوازش نامہ ۱۲/۷ کو وصول ہوا ہے پڑھا تو معلوم ہوا کہ آپ کچھ ناراضگی کا ظہار فرماتے ہیں۔ اس لیے کہ ایک دو لفظ ایسے لکھے گئے ہیں جو آپ کی طبع نازک پر گراں گزرے ہیں۔ حضرت مولانا قاضی صاحب قبل اس کے کہ آپ کی طرف سے الہدیت کو کمثل الجمار بحیل اسفار کا خطاب دیا گیا ہے جس کے یہ معنی ہیں۔ "ماندگدھے کی جو اٹھاتا ہے کتابوں کو۔ یعنی یہ گدھے اور چورا اور متعصب اور جاہل ہیں اور ساری عمر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی خلاف ورزی کر نیوالے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ آپ کی طرف سے اسی طرح کے کھلے لفظوں میں یاد کیا گیا ہے اور میں ساتھ ساتھ آپ کی خدمت میں عرض کرتا رہا ہوں کہ حضرت قاضی صاحب ایسی لالچینی باتوں سے مسئلے حل نہیں ہوا کرتے اور نہ کوئی یہ دین کی خدمت ہوتی ہے لیکن آپ نے ہر رقعہ پر ایسے الفاظ استعمال کرنے شروع کر دیئے تھے اس لیے میری طرف سے بھی ایک دو لفظ لکھے گئے ہیں جن کا آپ کے لفظوں کے مقابلہ میں کچھ بھی وزن نہیں ہے لیکن میں پھر بھی آگے محتاط رہنے کی کوشش کروں گا اور آپ کے فرمان کے مطابق دائرہ تہذیب ہاتھ سے نہیں جانے دوں گا کیونکہ میرے دل میں آپ کے علم اور عمل کا ادب و احترام ہے انشاء اللہ۔

ماں حضرت مولانا قاضی صاحب مسئلہ زیر بحث تقلید شخصی ہے جو حنفی حضرات اور اہلحدیث کے مابین باعث نزاع بنا ہوا ہے اور اسی تقلید کے بل بوتے پر آپ کا مذہب زندہ ہے اتنے بڑے اہم مسئلے کے لیے دلائل قطعیہ کی ضرورت ہے کیونکہ آپ کے مذہب کا دار مدار ہی اسی پر ہے اور آپ کی پیش کردہ آیت کریمہ کی یہ دلالت قطعی نہیں ہے۔ آپ فرمائیں اپنی اس پیش کردہ آیت کریمہ کے کس لفظ کے معنی تقلید بنتے ہیں۔

حضرت قاضی صاحب آگے میں پوری تفصیل سے رقعہ نمبر ۵ پر جواب دے چکا ہوں آپ پھر



لکھ رہے ہیں جو اب نہیں آیا۔ قاضی صاحب آپ نے اس مذکورہ آیت کو یہ کہہ کر تفسیر شخصی کے بارہ میں کتنی بار نص قرآنی لکھا ہے۔

حضرت قاضی صاحب اس دنیا جہان میں آپ سے پہلے مشایخ حنفیہ کرام سے کسی بزرگ نے تفسیر شخصی کی دلیل سمجھ کر پیش کی ہے تو نام پیش کریں۔ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہی رہیگا۔ اس لیے میں بھی کہہ رہا ہوں اس آپ کی پیش کردہ آیت کو تفسیر شخصی کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے میں پھر آپ کی خدمت میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ آپ تفسیری ذہن کو بلائے طاق رکھ کر میرا رقعہ نمبر ۵ غور سے پڑھیں پھر سوچیں بات سمجھ میں ضرور آجائے گی۔

حضرت قاضی صاحب آپ نے غصہ میں آکر ایک نئی بات لکھ دی ہے کہ میرے ساتھ کھلا مناظرہ کیا جائے جس میں حق کھل کر سامنے آجائے گا۔ حضرت قاضی صاحب میرا تو خیال یہ ہے کہ جو دلائل آپ نے تفسیر شخصی خصوصاً عالی مقام حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کا وجوب ثابت کرنے کے لیے میدان مناظرہ میں پیش کئے ہیں۔ وہی دلائل آپ تحریر میں پیش کر دیں محترم اتنی لمبی تحریر ہو چکی ہے آپ وہ دلائل تحریر میں کیوں نہیں پیش کرتے وہ ضرور پیش کریں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔ حضرت قاضی صاحب میرے خیال میں تو یہ تحریری گفتگو عالمانہ مہذبانہ طریقہ ہے جس سے کسی قسم کا جھگڑا فساد وغیرہ ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی کوئی دشمنی بڑھتی ہے۔ دیکھ لو جس حد تک میری معلومات ہیں قلعہ دیدار سنگھ میں کسی شخص کو پتہ نہیں ہے بلکہ میرا حقیقی بیٹا گھر میں پٹھا لکھا موجود ہے اس کو بھی اس بات کا علم نہیں ہے کہ میری اور آپ کی گفتگو چل رہی ہے خیال ہے کہ اسی طرح آپ کی طرف سے بھی جو جرنوالہ میں کسی کو پتہ نہ ہوگا۔ جس وقت یہ گفتگو آپ بند کریں گے۔ تو معاملہ ختم ہو جائے گا۔ پھر بھی میں اور آپ کسی کو بتائیں گے تو پتہ چلے گا ورنہ نہیں۔ جیسا کہ آپ کا خیال ہے اگر آپ قلعہ میں آکر کھلا چیلنج کریں گے تو سب لوگوں کو پتہ لگ جائیگا۔ جھگڑے ہونے شروع ہو جائیں گے جس کے ذمہ دار دنیا اور آفریت میں آپ ہوں گے۔ آگے آپ کی جس طرح مرضی ہے کریں جو ہوگا۔ پڑا ہو کوئی بات نہیں ہے جس کا مجھے فکر ہو۔ انشاء اللہ لیکن میں اس کو راہ فرار اختیار کرنے والی بات سمجھتا ہوں۔



اصل بات تو یہ ہے کہ آپ نے تحریر میں گفتگو بند کرنے کا یہ طریقہ سوچا ہے کہ اس طرح مشورہ پڑ جائیگا تو رقعے بند ہو جائیں گے تو میری خلاصی ہو جائیگی۔ حضرت قاضی صاحب اگر آپ نے گفتگو بند کرنی ہے تو مجھے صاف لکھ دیں میری طرف رقعے نہ بھیجیں تو میں رقعہ بھیجنا بند کر دوں گا۔ مجھے بھی پتہ ہے اور آپ کو بھی یقین ہے کہ اس موجودہ زمانہ میں برسرعام مناظرہ تو ہو نہیں سکتا مشورہ ہی پڑ جائیگا تو اس سے رقعے آنے بند ہو جائیں گے وہ تو اس سے اچھے طریقے سے بھی بند ہو سکتے ہیں ہاں اگر آپ کو برسرعام ہی مناظرہ کرنے کا شوق ہے تو پھر بجائے قلعہ کے گوجرانوالہ کی منظوری حاصل کریں کیونکہ وہ مرکز ہے۔ اگر آپ کو منظوری مل گئی تو پھر ہر کام کے ذمہ دار آپ ہوں گے کیونکہ برسرعام کھلے مناظرے کا چیلنج آپ نے کیا ہے اس لیے ہر معاملہ میں نفع نقصان کے ذمہ دار آپ ہوں گے مجھے آپ کا چیلنج منظور ہے۔ انشاء اللہ

۱۔ حضرت قاضی صاحب پہلی بات آپ کے سمجھانے کی یہ ہے کہ آپ کی پیش کردہ آیت کہ یہ بقول آپ کے جاہل پر تقلید واجب ہے عالم پر نہیں اگر عالم بھی اپنے آپ کو مقلد ہی سمجھے تو پھر جاہل اور عالم میں فرق کیا ہوا۔ یہ سوال ہر رقعہ میں لکھا ہوا ہے جس کا جواب آج تک نہیں دے سکے۔ امید ہے کہ دسے بھی نہیں سکو گے (تاقیامت)

۲۔ حضرت قاضی صاحب بندہ نے رقعہ نمبر ۲۔ نمبر ۳۔ نمبر ۴۔ نمبر ۵۔ نمبر ۶ پر بھی آپ کی خدمت میں عرض کیا ہوا ہے کہ آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد آپ نے آج تک کوئی موقف قائم نہیں کیا ہے۔ اب رقعہ نمبر ۷ پر بھی آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں آپ فرمائیں آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد دو ٹوک فیصلہ صادر فرمائیں آپ کی عین نوازش ہوگی۔

۳۔ آپ فرمائیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے یا مستحب ہے یا کچھ اور ہے شرعی اصطلاحات میں کون سا درجہ رکھتی ہے

یہ سوال بھی ہر رقعہ میں کیا ہوا ہے۔ آج تک جواب نہیں دے سکے کچھ تو فرماؤ جناب۔

۴۔ حضرت قاضی صاحب برائے نوازش آپ قرآن پاک سے کوئی ایک آیت کیسے

یا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایک حدیث بطور دلیل پیش کر کے دکھائیں۔



جس سے تقلید شخصی خصوصاً عالی مقام حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقلید کا وجوب ثابت ہو جائے۔ آخر میں بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں عمل میں عمر میں بہت زیادہ برکت عطا فرمائے آمین۔

مجھے یقین ہے کہ تقلید شخصی خصوصاً امام ابو حنیفہ کی تقلید کا وجوب اگر آپ نے کسی نص قرآنی یا کسی حدیث نبوی کے ذریعے ثابت کر دیا تو نہ صرف یہ کہ بات میری سمجھ میں آ جائے گی بلکہ اس سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔

یہ تحریر میں مک لفاظہ میں بند کر کے بھیج رہا ہوں اس لفاظہ میں ایک اور لفاظہ ڈال دیا ہے جس پر میرا پتہ لکھا ہوا ہے اس لیے کہ جواب بھیجنے میں آپ کو کوئی مشکل پیش نہ آئے

والسلام معہ الاکرام

بندہ عاجز چراغین بقلم خود ساکن قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ

(نوٹ) قاضی صاحب کے جوابات بند ہو چکے ہیں

(رقعہ نمبر ۸)

از مولانا چراغ آیین صاحب قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محترم و مکرم! حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب مدظلہ العالی مہتمم صدر مدرس

جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ۔

السلام علیکم! کے بعد گزارش ہے کہ بندہ نے ۲۸/۱۱ کو آپ کی خدمت میں آپ کے

رقعہ نمبر ۷ کا جواب رجسٹری کیا تھا جو یقیناً آپ نے وصول کر لیا تھا۔ محترم آگے آپ کی طرف سے ہفتہ عشرہ تک یا دو ہفتہ تک جواب آ جایا کرتا تھا۔ صرف ایک مرتبہ ایک ماہ کے

بعد جواب آیا تھا۔ اب تو پورے ڈھائی ماہ گزر چکے ہیں جواب نہ دار۔

حضرت قاضی صاحب میرے اور آپ کے مابین مسئلہ تقلید شخصی تقریباً چھ ماہ سے زیر بحث

چلا آ رہا ہے۔ جو آج تک آپ قرآن و حدیث کی تصریحات میں تقلید شخصی بالخصوص عالی مقام



حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید کا وجوب ثابت نہیں کر سکے۔ محترم اگر انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو آپ کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے اس کے دلائل آپ لائیں کہاں سے جب کہ بقول مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ تقلید شخصی جو چھٹی صدی ہجری میں شروع ہوئی قبل اس کے تین سال تک اس کا کہیں اتہ پتہ ہی نہیں چلتا ہے تو اس کی تصریحات قرآن و حدیث سے کیسے مل سکے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے میرے رقعہ نمبر ۷ کا ابھی تک جواب نہیں دیا۔

حضرت قاضی صاحب نے میں پھر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ اگر آپ کے پاس قرآن و حدیث کی دشمنی میں کوئی دلائل حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید کا وجوب ثابت کرنے کے ہیں تو بلا جھجک پیش کر دیں بندہ ان پر غور و فکر کرے گا۔ اگر آپ قرآن و حدیث کی تصریحات میں کوئی دلائل پیش نہ کر سکیں تو پھر میں اگر یہ کہہ دوں تو بجا ہوگا

فان لم تفعلوا ولنا تفعلا

گر نہیں کیا تم نے تو ہرگز کر بھی نہیں سکو گے۔ (تاقیامت)

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اتنے خدا رٹتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں۔ اب پھر میں آپ کو سابقہ سوالوں کی یاد دہانی کرتا ہوں۔

۱۔ حضرت قاضی صاحب آپ کی پیش کردہ آیت کریمہ بقول آپ کے جاہل پر تقلید واجب ہوئی عالم پر نہیں۔ پھر اگر عالم بھی اپنے آپ کو مقلد ہی کہلائے تو پھر جاہل اور عالم میں فرق کیا ہوا۔ یہ سوال بندہ نے ہر رقعہ میں پیش کیا ہوا ہے جس کا جواب آپ آج تک نہیں دے سکے اور میرا دعویٰ ہے کہ دے بھی نہیں سکو گے۔ (تاقیامت)

۲۔ حضرت قاضی صاحب بندہ نے رقعہ نمبر ۲۔ نمبر ۳۔ نمبر ۴۔ نمبر ۵۔ نمبر ۶ نمبر ۷ پر آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے کہ آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد۔ محترم نامعلوم آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ اب تک کوئی اپنا موقف ہی نہیں قائم کر سکے اس بارہ میں کچھ تو بولو حضرت قاضی صاحب جی۔ اور اب رقعہ نمبر ۸ پر بھی سوال



کہ رہا ہوں کہ آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد۔ دو ٹوک فیصلہ صادر فرمائیں کیونکہ آپ قاضی ہیں۔  
۳۔ حضرت قاضی صاحب آپ فرمائیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید فرض  
ہے یا واجب ہے سنت ہے یا مستحب ہے یا کچھ اور ہے شرعی اصطلاحات میں کون سا  
درجہ رکھتی ہے۔

۴۔ حضرت قاضی صاحب! بڑے کرم آپ قرآن پاک سے کوئی آیت کریمہ یا احادیث  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایک حدیث بطور دلیل پیش کریں جس سے تقلید حضرت الامام  
ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا وجوب ثابت ہو جائے تو بات ختم ہو۔ اگر آپ ایسا نہ کر سکیں تو پھر میں  
اگر اپنے پرانے تجربے کی بنا پر یہ کہہ دوں تو بجا ہوگا۔

نہ نخر اٹھے گا نہ تلوار اٹھم سے پتہ یہ باز دھیرے آزمائے ہوئے ہیں۔  
حضرت قاضی صاحب آپ قرآن و حدیث کی تصریحات میں مسئلہ تقلید حضرت الامام ابو حنیفہ  
رحمہ اللہ تعالیٰ کا وجوب ثابت نہیں کر سکے اور بندہ کو پورا یقین ہو چکا ہے کہ ثابت کیسے نہیں ہو  
سکتا۔ (بطور مشورہ) اب بڑے کرم اس بے بنیاد مسئلہ تقلید کو ممبروں اور استاذوں پر نہ لائیں۔  
صرف اور صرف حجروں کی زیرت بنا کر محفوظ رکھیں تاکہ کبھی کبھی اپنے مریدوں اور مقتدیوں کے  
چکے کام آتی ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا  
ہاں آپ نے اپنی تحریروں میں دس بارہ مسائل کی طرف اشارہ کیا ہوا ہے اس کے جواب میں  
میں نے لکھا تھا کہ جب یہ مسئلہ تقلید ختم ہو گا تو پھر جس مسئلے کا آپ بہت زیادہ شوق رکھتے  
ہیں یا اس کے دلائل قوی سمجھتے ہیں وہ شروع کر لینا۔ اب وہ وقت آ گیا یہ مسئلہ ختم  
ہوا۔ اب جس مسئلے پر آپ تحریر ہی گفتگو کرنا چاہتے ہیں لکھ کر بھیج دیں۔ یہ عاجز بندہ  
تحریر ہی جواب دینے کو تیار ہے۔ انشاء اللہ

باقی رقعہ نمبر ۶ پر آپ نے برسر عام مناظرہ کا چیلنج کیا ہوا ہے۔ رقعہ نمبر ۷ پر میں نے  
آپ کا چیلنج منظور کیا ہوا ہے اور مشورہ بھی دیا ہوا ہے۔ اب پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ



گو جرنالہ کی منظوری حاصل کریں بجائے قلعہ کے جب منظوری مل جائے تو بندہ کو تحریری طور پر مطلع کر دیں دن اور جگہ اور وقت کا تعین لکھ دیں عاجز بندہ آپ کی خدمت کرنے کو حاضر ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

ہاں یاد آ گیا آپ نے رقعہ نمبر ۱ پر لکھا ہوا ہے کہ آپ دیانتہ اعلان کریں کہ میں نے تقلید کا وجوب تسلیم کر لیا۔

محترم قاضی صاحب آپ اب فرمائیں کہ بندہ سے کس جگہ اعلان کروانا ہے قلعہ دیدار سنگھ میں یا جامعہ صدیقہ گو جرنالہ میں، یا کسی اور جگہ میں ارشاد ہو بندہ آپ کے حکم کی تعمیل کرنے کو تیار ہے انشاء اللہ۔ مگر کیا آپ اس پوزیشن میں ہیں کہ آپ نے پیش کردہ دلائل کی بنیاد پر مجھ سے یہ مطالبہ کر سکیں۔ باقی آپ کا جواب آنے پر سہی! آخری مرتبہ اگر یہ کہہ دوں تو بجا ہے نہ کہ دلیل کی کچھ بھی سند اس پر اڑتے ہوئے عجب نامنقل ہو کہ بے ہتھیار لڑتے ہو۔ یہ رقعہ نمبر ۸ میں لفاظی میں بند کر کے رجسٹری کر رہا ہوں۔ اگر اس رقعہ کا جواب آپ کی طرف سے آیا تو پھر میرے جواب کا بھی انتظار کیجئے گا۔ اگر آپ کی طرف سے جواب نہ آیا تو میرا بھی یہ آخری رقعہ سمجھیں رقعہ نمبر ۷ والا لفاظی واپسی آپ کے پاس ہے جس پر میرا پتہ لکھا ہوا ہے اس لیے بیچ لفاظی نہیں ڈالا گیا۔ فقط والسلام مع الاکرام

آفر میں بندہ دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت آپ کو ہر اعلیٰ نعمتوں سے نوازے آمین

ختم آمین :- جواب کا طالب ! بندہ عاجز چرخ الدین  
ساکن قلعہ دیدار سنگھ ضلع گو جرنالہ



## حرف آخر

نصیہ ونصلی علی رسولہ الکریم الذی قال فی آخر حیاتہ ۰ ترکت فیکم امرین لمن تضلوا ما تمسکتہم بہما کتاب اللہ وسنتی (الحديث) وعلی اتباعہ الذین تمسکوا واعصموا بہما وعلی اہل الحدیث الذین قاموا بہما فی اہل زمانہم مجتہدین عن التقلید لا یخافون فی ذالک لومۃ للہم  
 ابالعد ناظرین گرامی قدر! آپ نے حضرت الاستاذ مولانا پیرا غدین صاحب کی تمام تحریرات بغور پڑھیں۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ میں چند حقائق کی طرف صرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس گفتگو کا ماحصل قریب الفہم اور سہل الحصول ہو جائے۔

۱۔ مولانا پیرا غدین صاحب نے اپنے تمام رقعوں میں قاضی صاحب کو نہایت ادب و احترام سے مخاطب کیا ہے جیسے واقعی کوئی سائل کسی مفتی سے فتویٰ طلب کر رہا ہو اور ساتھ ہی قاضی صاحب کے عمر و علم میں برکت کی دعائیں بھی کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنی پوری تحریر میں ایک جملہ بھی ایسا نہیں لکھا جو قاضی صاحب کی دل آزاری، گستاخی، خلاف شان یا ضیقیت کی مذمت و تردید کا حامل ہو اور نہ ہی یہ بات کسی جملے سے مترشح ہوتی ہے کہ مولانا اہل حدیث مکتب فکر سے متعلق ہیں لہذا یہ رقعہ بازی صرف مجادلانہ ہے بلکہ پورے مخلص سے تقلید شخصی کی تفہیم کا ارادہ رکھتے ہیں مگر قاضی صاحب بلا جواز خشک بینی، ناراضگی اور غیض و غضب سے شعلہ بار ہو رہے ہیں کبھی اہل حدیث کو حدیث پور اور چھپ کر سنت کی مخالفت کرنے والے غیر مقلد قرار دیا ہے اور کبھی غیر متعلق مسائل کو زیر بحث لا کر وجوب تقلید کے دلائل کی نایابی کی بنا پر نفس مسئلہ سے دامن کشی اختیار فرماتا ہے مگر الزام اور دشنام بیچا ہے مولانا پیرا غدین اور اہل حدیث حضرات کو دے رہے ہیں۔ آپ قاضی صاحب ہیں ماشاء اللہ عدالت ان کے ہاتھ میں ہے جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ ۲۔ قاضی صاحب مقلد ہیں، تقلید آپ کا مسلک مذہب ہی نہیں پیشہ بھی ہے۔ اگرچہ تقلید تقریباً چوتھی صدی ہجری کی پیداوار ہے اور تخلیق: تاہم قاضی صاحب اسے چار صدی



قبل نازل شدہ قرآن سے کسیدہ ذکر پڑھنے کی کرامت ذکر شمر کے دعویدار ہیں۔ مگر نہ جانے مولانا پیر غنیم صاحب کے اس سوال پر منتقار زیر یہ کیوں ہیں کہ آپ عالم ہیں کہ مقلد۔ غالباً بات وہی ہے جس کا تذکرہ عرف آفاذ میں ہو چکا ہے کہ قاضی صاحب اپنے ہی قائم کردہ اصول کی بنیاد پر گرفتار بنا ہوئے ہیں کہ تقلید جاہل کے لیے ہے بے علم کو اہل علم سے رہنمائی حاصل کرنا چاہیے۔ مولانا سوال کرتے ہیں کہ پھر آپ کس گروہ سے متعلق ہیں عالم یا مقلد۔ قاضی صاحب کی گویا افشانی مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر ہے۔

۱۔ تقلید شخصی کا وجود ہی نہیں نہ اس کا کوئی قابل ہے اور سائل نے سر سے سے یہ بحث اٹھا رہی ہے۔ ۲۔ مطلق تقلید کا ثبوت اور اس کے لیے دلائل ہیں مگر وہ ہے صرف جاہل کے لیے عالم کے لیے نہیں۔ ۳۔ ہم حنفی ہیں مگر ہم اور ہمارے مشایخ بہت سے مسائل میں امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ رد کرتے ہیں اور کچھ مسائل کے نام بھی گنوئے ہیں نیز فرمایا اور بھی بہت سے مسائل امام ابو حنیفہؒ کے قابل تہدید اور ناقابل تسلیم ہیں۔ ۴۔ جو مسائل کتاب سنت کے دلائل کی وجہ سے راجح یعنی قوی اور یقینی ہوں ہم انہیں ہی جانتے ہیں نیز وہ لوگ بھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ابو حنیفہؒ کا کوئی فتویٰ و قول نہیں چھوڑتے۔ ۵۔ مگر بعد از ملاحظہ فرمائیں کہ میرے عالم ہونے کی وجہ سے جانتا ہوں کہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب راجح ہے۔ لہذا امام کے اقوال و فتاویٰ کیسے چھوڑ دوں۔

ناظرین! ملاحظہ فرمایا اپنے۔ قاضی صاحب کیسے متضاد اور خود اپنی تردید و تکذیب کے مناظر پیش فرماتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ تمام احناف، احناف، اختلافی و امتیازی مسائل میں اسی طرح پریشاں خاطر ہیں، اضطراب قلبی، تضاد بیانی، انتشار فکری اور غیر عقلی صورت حال میں مبتلا ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں تحریک عمل بالحدیث سے قبل مذہبی اجاد واری اور ٹھیکہ نجات اخروی صرف حنفی فقہ کے پاس تھا اس کا کوئی شریک، سہیم نہ تھا۔ کتاب و سنت کے نام سے بھی آشنائی نہ تھی۔ فتاویٰ، اقوال، جال، استنباطات، غیر صحیحہ، تفریعات، واہیہ، تخریجات، باطلہ اور قیاسات بعیدہ پر تمام مذہبی عقائد و عبادت



اعمال و تطائف کا انحصار محض تھا۔ اصحاب القادسی اور ارباب المقانیف اگر اپنی تحریرات میں کچھ مفید مطلب احادیث لائے تو بھی عمران نصیبی اور بدقسمتی سے از قسم صناعات موضوع متقطع و مرسل ہی ہیں کہ احناف کی خود تراشیدہ و من گھڑت شریعت کا کچھ ایسی ہی واہی تباہی روایات ساتھ لے سکتی ہیں۔ صحیح احادیث اور احناف میں کوئی تعلق ہے نہ جوڑ۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور اختلافی مسائل میں مثلاً رفع الیدین کے ثبوت میں پچاس صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور علیہ السلام کا عمل نقل فرماتے ہیں کہ آپ رفع الیدین کیا کرتے تھے مگر احناف اپنے مزعومہ اور خود پسند عمل کے لیے ایک ہی صحابیؓ کی طرف منسوب حدیث تلاش کر سکے حتیٰ یہ ہے کہ ہر محدث نے تقریباً اس حدیث کو بیان کرتے وقت اسے ضعیف اور موضوع تک بتایا ہے۔ مگر احناف کو دلیل سے غرض نہیں وہ اپنی ہر کتاب میں اسی ایک کو ایک بنیاد بنا کر ترک رفع الیدین کو ایسے حتمی اور یقینی انداز پیش فرماتے ہے ہیں کہ گویا رفع الیدین کا شریعت میں تصور اور دین میں کہیں ہلکا سا خیال تک موجود نہیں ہے۔ بعینہ سورۃ فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، مسئلہ تراویح، طلاق ثلاثہ۔ بیسیوں میں خطبہ جمعہ وغیرہ سیکڑوں مسائل کا حال ہے ان کے ہاں ان میں دوسری رائے ناقابل برداشت اور قطعی غیر مسموع تھی۔ فاتحہ خلف الامام پڑھنے والے کے منہ میں باعتبار حتمی شریعت آگ ڈالنا شروع ہوا۔ التیمات میں انگلی اٹھانے والے کی سزا تھی کہ انگلی توڑ دی جائے۔ آمین بالجہر کرنے والے نے نہ صرف یہ کہ مسجدوں کے دروازے بند ہو جاتے بلکہ عین حالت نماز میں اٹھا کر مسجد سے باہر پھینک دیا جاتا۔ اس تعصب مسلکی اور مذہبی ہٹ دھرمی کے باوجود تحریک عمل بالحدیث سے متعلق اصحاب عزیمت، بلند حوصلہ، اولیٰ العزم اور راسخ الارادہ لوگ اس فکری محاذ پر مضبوطی سے عمل پیرا تھے کہ وہ اپنے خلاف کسی بھی حرکت کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ ان کا عمل بالحدیث صرف عمل ہی نہ تھا بلکہ ایک دعوت و پیغام کہ جس نے برصغیر کے صدیوں پرانے تقلیدی جمود اور مذہبی تعطل کو ہلاک رکھ دیا اور ایک فکری انقلاب کی بنیاد فراہم کر دی۔ فکری آزادی اور علمی جدوجہد یہ جو پہرے بٹھادیئے گئے تھے وہ نرم ہوتے چلے گئے۔ کتاب سنت سے بیگانہ نہ کھنکے لیے

۱۔ امام بخاری۔ ابو داؤد۔ عبداللہ بن مبارک۔ عبدالرحمن بن جوزی۔ ابن حبان وغیرہ۔



جو اونچی اور لمبی فقہی دیواریں کھینچی گئی تھیں اس میں شکاف اور ڈراڑیں پڑنی شروع ہو گئیں۔  
 ہدایہ کا یہ مقام کہ اسے پڑھانے والے کے سر پر چھنڈا لہرایا جاتا جسکی علمی ثقاہت، مضبوطی، استدلال  
 اور قیاس کی اصابت ماورائی سمجھی جاتی تھی اس تحریک کی برکت سے ابتداً قابلِ اعتساب اور لائق  
 اخذ و ترک پھر عام انسانی فہم کی دست برد سے ہوتا ہوا حجروں اور مکاتب کی زینت اور بعد از پر  
 نمبرکات میں شامل ہو گیا۔

تحریکِ عمل بالحدیث کی قیادت علم و عمل کے جن ارفع مقام امانوں کے ہاتھ آئی وہ نہ صرف  
 اس کے اہل تھے بلکہ وہ اسی مقصد کے لیے پیدا کئے گئے تھے برصغیر میں اس تحریک کے لیے ابتداً  
 مولانا عبدالحق محدث اور آپ کے تلامذہ نے کچھ مواد مہیا فرمایا مگر تھوڑی دیر بعد اس میں  
 اضمحلال پیدا ہو گیا۔ بعد ازیں اس فکری تحریک کی مسند قیادت پر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی  
 سرفراز ہوئے حتیٰ کہ آپ نے حق ادا کر دیا۔ فکری ارتقا کے راستے میں جمود، تعطل اور تقلید  
 نے جو ناقابلِ تسخیر دیواریں کھڑی کر دی تھیں نیز بدعتیانہ اور دوطائف غیر صحیحہ اشغال و مراقبات  
 غیر اسلامی طرزِ ذکر و اذکار جو عجمی اور یونانی رنگ آمیزی سے بر خود غلط تصوف نے کتابِ سنت  
 کے خلاف بظاہر مقدس محاذ کھڑا کیا تھا۔ کو اپنی سعی و عمل، تحریر و تقریر اور جدوجہد سے  
 لرزہ بر اندام کر دیا مگر اس غیر فطری اور روحِ اسلام کے منافی تقلید و تصوف کے خلاف آفر  
 ضرب کے لیے حضرت میاں سید نذیر حسین صاحب شیخ الکل فی الکل تشریف لائے عمل بالحدیث  
 کی تحریک جو ابھی تک علمی اور صرف بحث و نظر تک محدود تھی کو عملی اور عوام الناس کے لیے  
 قابلِ فہم و ادراک بنا دیا اس کے بعد حاملینِ تقلید، کوتاہ آستینانِ تصوف اور تحریکِ عمل بالحدیث  
 کن ادوار سے گزرے یہ تو آپ کو "برصغیر میں تحریکِ عمل بالحدیث اور اس کا مدد جزر کے مطالعہ  
 سے معلوم ہو گا۔ مگر اس کا نتیجہ جس صورت میں ہمارے پیشِ نگاہ ہے بجز اللہ حوصلہ افزا  
 نہیں خوش آئند بھی ہے۔

تقلید ایک معذرت بن گئی ہے جو عالموں کو تو چھوڑ گئی ہے مگر ابھی تک جاہلوں کے سہارے  
 زندگی کی ساعتیں گن رہی ہے۔ عملی اعتبار سے تو جاہل بھی اسے خاطر میں نہیں لاتے مگر اہل علم



اپنی علمی برتری اور یاد ایام کے لیے جاہلوں کو باور کرنے پر مصر ہے کہ آپ لوگ تقلید کے طوق سے سلاسل سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ رفع الیدین کا مسئلہ اب یہاں آ گیا ہے کہ رفع الیدین کرنا بھی سنت اور نہ کرنا بھی سنت! مقام شکر ہے کہ اہل حدیث کے ہاتھ ٹوٹنے سے صریح گئے یہ بھی کیا صریح تضاد اور ناممکن الوقوع ہے کہ کرنا نہ کرنا دونوں سنت؟ یہ ممکن ہی نہیں دونوں میں ایک سنت ہو سکے گی و سنت نہیں ہو سکتیں۔ دراصل احناف حقیقت کو بڑی عہدت چھپاتے ہیں مگر چھپ نہیں سکی اور منہ سے نکلتا بھی نہیں کریں تو کیا کریں سورۃ فاتحہ بھی نہ بردستی ان کی دست برد سے باہر ہو چکی ہے اب بادلِ خواستہ ہی یہی مگر کہہ رہے ہیں کہ پڑھ لو۔ تو بھی نہ پڑھو تو بھی نماز ہو جاتی ہے۔

۷ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔

جمعے بستیوں میں تو دن کے اُجالے میں — دن دیہاڑے، حنفی خود برپا فرما رہے ہیں گو یا یہ مسئلہ بھی جان توڑ چکا ہے۔ تین طلاقیں ایک ہی ہیں حکومت تسلیم کر چکی ہے — یہی وجہ ہے کہ اب قاضی صاحب تقلید سے پیچھا چھڑا کر ایسے دوڑے ہیں کہ ”لَمْ يُعْقِبْ“ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے اور تقلید بیچاری دیکھتی رہ گئی۔

حق یہ ہے فقہ حنفی جو امام ابو حنیفہؒ پر محض الزام تراشی اور بہتان ہے اب علمی و عملی اعتبار سے فاسد، عبث اور غیر ضروری ثابت ہو چکی ہے جو اب شاید ایک سازش کے تحت پھر حکومت کے سہارے کی تلاش میں ہے کہ یہ ہمیشہ شاہوں کی ناز بردار اور انہیں کے سہارے فائدہ رہی ہے۔۔۔

مگر اس کے دن گئے جا چکے ہیں۔ —

يَذَرِكُمْ اَلْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بَرُوجٍ مُّشِيدَةٍ

اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

بَشِيرُ الرَّسْمِ صِدِّيقِي تُوْرِيُوْدِي

نصیب جامعہ عثمانیہ گوجرانوالہ

نادر الکتابی سے اردو بازار گوجرانوالہ



# تظاہر کرمیات

ایک جائزہ ، ایک گفتار

ندوة المحدثین کراچی

کراچی